رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۷ اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ اگست - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کی طبیعت روبصحت ہے کل صبح درجہ حرارت ۹۸٫۴ - اور شام ۹۸٫۸ تھا :

نظارت دعوت و تبلیغ نے مولوی محمد نذیر صاحب کو لوہ حبیب کے جلسہ میں شمولیت کے لئے اور مولوی جلال الدین صاحب شمس کو پٹی ضلع لاہور بسلسلہ تبلیغ بھیجا ہے :

آج ایک کمیشن نے جو جناب قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ - اور جناب پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ پر مشتمل تھا۔ مبلغین کی جماعت کے لئے مولوی فاضل نوجوانوں کا آزمائشی امتحان لیا :

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصائب و شدائد میں انعامات الٰہیہ پوشیدہ ہوتے ہیں

فرمایا " دیکھا گیا ہے۔ کہ جس زمانہ کو انسان بڑا تلخیوں کا زمانہ سمجھتا ہے۔ اصل میں وہی اس کے لئے زمانہ ہوتا ہے۔ جس میں صبر اور تحمل سے کام لینے پر سب تلخیاں دُور ہو سکتی ہیں۔ ایک شخص نے حسن بصری سے پوچھا۔ کہ تم کو غم کب ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا جس وقت مجھے کوئی غم نہ ہو۔ اس وقت ہی غم ہوتا ہے۔ اگر سوچ کر دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جو بڑی بڑی تلخیاں۔ مصائب اور شدائد انسان پر وارد ہوتے ہیں۔ انہی میں بڑے بڑے پوشیدہ انعامات ہوتے ہیں۔

دیکھو جس دن انسان کو شدت سے بھوک لگے۔ اس دن کھانے کا زیادہ مزا آتا ہے۔ ایسے ہی روزہ دار جب افطار کے وقت پانی پیتا ہے۔ تو جو مزہ اسے اس وقت آتا ہے۔ معمولی پانی پینے سے وہ مزا نہیں آتا۔ ایسے ہی سفر میں بھوک لگنے کے بعد کھانا کھانے سے جو مزا آتا ہے۔ وہ عام کھانے میں نہیں آتا۔ دُنیا کی وضع ہی کچھ ایسی بنی ہے۔ کہ درد کے بعد ہی راحت ہوتی ہے " (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء)

علاقہ یو۔ پی۔ بہار۔ بنگال۔ مدراس و بمبئی کی احمدی جماعتوں سے ضروری گزارش

خدا تعالیٰ کے فضل سے پنجاب میں احمدی جماعتیں اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت کے لئے نیشنل لیگ کے نظام کو مضبوط اور مکمل بنانے کے لئے سرگرمی سے مصروف عمل ہیں۔ اس وقت تک بہت سے مقامات میں لیگ کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور روزانہ مرکزی لیگ سے الحاق کی درخواستیں آ رہی ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ یو۔ پی۔ بہار۔ بنگال۔ بمبئی وغیرہ اس کے احمدی اصحاب کی طرف سے ابھی تک اطلاعات موصول نہیں ہوئیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ وہاں تک تحریک پنجاب کی نسبت زیادہ دیر کے بعد پہونچتی ہے۔ تاہم اتنے دن گذر چکے ہیں۔ کہ ان علاقوں کے احمدی بھائیوں کی طرف سے اطلاعات پہنچ جانی چاہیئے تھیں۔ اب میں اس اعلان کے ذریعہ ان سے گزارش کرتا ہوں۔ کہ وہ جلد سے جلد اپنے مقامات میں نیشنل لیگ قائم کر کے اس کے عہدہ داروں اور ممبروں کی فہرست نیز مرکزی لیگ سے الحاق کی درخواست ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ اب اس بارہ میں قطعاً تساہل نہیں ہونا چاہیئے ؎

خاکسار۔ بشیر احمد صدر آل انڈیا نشنل لیگ
۱۲ ٹمپل روڈ۔ لاہور

صوبہ سرحد اور مغربی پنجاب کی احمدی جماعتوں کو اطلاع

صوبہ سرحد اور پنجاب کے مغربی اضلاع کی احمدی جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ قریشی محمد صادق صاحب شبنم بی۔ اے سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ کو ان کے علاقہ میں اس لئے بھیجا جا رہا ہے۔ کہ وہ دورہ کر کے احمدی جماعتوں میں سیاسی بیداری پیدا کریں۔ اور نیشنل لیگ کی شاخیں قائم کریں۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور جلد سے جلد اپنے ہاں نیشنل لیگ کے عہدیدار مقرر کر کے اور ممبروں کی فہرست مرتب کر کے مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے ماتحت اور پیش آمدہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے عملی کام شروع کر دیا جائے ؎ والسلام خاکسار بشیر احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ ۱۲ ٹمپل روڈ لاہور

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۳ و ۲۴ ر اگست ۱۹۳۵ء کو بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے ؎

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	مقبول شاہ صاحب	ضلع پشاور	۸	عائشہ بی بی صاحبہ	ریاست بہاولپور
۲	عبد الحمید صاحب	ضلع گورداسپور	۹	غلام فاطمہ صاحبہ	لاہور
۳	حکیم حجۃ الدین صاحب	ضلع جھنگ	۱۰	محمودہ بیگم صاحبہ	اپر برما
۴	محمد عالم صاحب	ضلع سیالکوٹ	۱۱	شیخ عبد الرحمٰن صاحب	کراچی
۵	ابن حسن صاحب	” علی گڑھ	۱۲	میراں بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶	محمد عبد اللہ صاحب	” راولپنڈی	۱۳	ملک محمد انور صاحب	ضلع سکھر
۷	محمد المعروف کاکا خانصاحب	ریاست بہاولپور	۱۴	غلام محمد صاحب	ضلع ملتان

جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کے شرمناک منصوبے

امرتسر ۲۴ اگست ایک ذمہ وار اور سرگرم احراری کی زبانی مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) قادیان میں تبلیغ کانفرنس کی جائے اگر حکومت مداخلت کرے۔ تو مورچہ لگا کر جتھہ بندی کی جائے۔ تاکہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں احرار کے وقار کو جو زبردست دھکا لگا ہے۔ اس کا تدارک ہو جائے ؎

(۲) قادیان میں رہنے والے منافقین کو معقول معاوضہ دے کر ایجی ٹیشن کرائی جائے۔ خلیفہ کی ذات پر حملے کرا کر باہمی کشمکش پیدا کی جائے۔ اور ان منافقین سے یہ پروپیگنڈا کرایا جائے۔ کہ موجودہ خلیفہ کو معزول کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی حمایت کے لئے کم از کم ۳۰ احراری قادیان بھیجے جائیں۔ جو ایک ایک دو کر کے بیعت کر کے احمدیوں میں داخل ہو جائیں۔ اور منافقین کی ہر نقل و حرکت کی تائید کرتے رہیں ؎

(۳) خلیفہ کے خلاف جعلی تحریریں بنائی جائیں۔ اور ان کو لاکھوں کی تعداد میں ملک کے ہر ایک حصہ میں مفت شائع کیا جائے۔ اور یہ سب کارروائی قادیان کے منافقین کی طرف سے قادیان ہی سے کرائی جائے ؎

(۴) ۲۸ ر اگست کو لاہور میں احراری کارکنوں کی میٹنگ کر کے مذکورہ بالا امور کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کی جائے۔ کیونکہ قادیان ہی ایک ایسی جگہ ہے۔ جس کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کرنے سے ہمارا وقار اور پروگرام درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تقریروں اور جلسوں وغیرہ سے بگڑی ہوئی فضا کا درست ہونا مشکل ہے ؎

نامہ نگار

لجنات اماء اللہ توجہ کریں

نظارت ضیافت کو بعض تحریکات کے لئے اس بات کے معلوم کرنے کی ضرورت تھی۔ کہ کس کس مقام پر لجنات اماء اللہ قائم ہیں۔ ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے دفتر سے دریافت کرنے پر ان کے ریکارڈ سے مندرجہ ذیل مقامات کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں لجنات قائم ہیں ؎

(۱) قادیان (۲) سیالکوٹ (۳) دہلی (۴) مزنگ (۵) گوجرانوالہ (۶) حیدر آباد دکن (۷) منٹگمری (۸) پٹیالہ (۹) بھاگلپور (۱۰) کوٹ قیصرانی (۱۱) فیروز پور (۱۲) شاہدرہ (۱۳) امرتسر (۱۴) لاہور (۱۵) پشاور (۱۶) چھاؤنی لاہور (۱۷) شیخوپورہ

یہ کل سترہ مقامات ہیں۔ غالباً یہ تعداد مکمل نہیں۔ دیگر مقامات پر بھی لجنات ضرور قائم ہیں۔ اس لئے اس نوٹ کے ذریعہ تمام لجنات کی سکرٹری اور پریذیڈنٹ کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ وہ اس نوٹ کے پڑھتے ہی مطلع فرمائیں۔ کہ ان کے ہاں لجنہ قائم ہے ؎

ناظر ضیافت۔ قادیان

248

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جمادی الاوّل ۱۳۵۴ھ

خطبہ جمعہ

سُست چُست بن جائیں اور چُست اَور زیادہ ہوشیار ہو جائیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۲۳ر اگست ۱۹۳۵ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے گزشتہ سے پیوستہ جمعہ میں یہ ذکر کیا تھا۔ کہ ہماری جماعت کو دو طریق سے فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ ایک طریق تو تدبیر ہے جہاں تک اس کا تقاضا شریعت نے کیا ہے اور دوسرے تقدیر۔ جہاں تک کہ اس کے حصول کے لئے شریعت نے ہمیں ذرائع مہیّا کر کے دیئے ہیں۔

تدابیر کے متعلق

میں ایک حد تک اپنے خیالات کا پچھلے دو جمعوں میں اظہار کر چکا ہوں۔ لیکن تقدیر کا حصہ ایک حد تک مزید تشریح کا محتاج ہے۔

اللہ تعالےٰ کی سنت

ہے۔ کہ وہ دُنیا میں دو قسم کے تغیرات پیدا کیا کرتا ہے۔ ایک طبعی اور ایک شرعی۔ جتنے تغیرات دُنیا میں نظر آئیں گے۔ وہ انہی دو قسموں میں سے ہونگے۔

طبعی تغیّرات

تو وہ ہوں گے۔ جن کے موجب اور اسباب ایسے افعال میں یا ایسے تغیرات میں ملتے ہونگے جن کا طبعی نتیجہ اسی قسم کا ظاہر ہونا ہمیشہ سے مقدر ہے۔ مثلاً کوئی شخص علم پڑھتا ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ علم حاصل کر لیتا ہے ایک قوم تجارت میں ترقی کرنے کی جدوجہد کرتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں

بہت بڑی تاجر قوم

بن جاتی ہے۔ یا کوئی قوم زراعت میں کوشش کرتی ہے۔ اور اس میں ترقی کر جاتی ہے یا کوئی قوم مختلف پیشوں کے حصول کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور پیشہ ور بن جاتی ہے یا جو اقوام کوشش نہیں کرتیں۔ وہ گر جاتی ہیں۔ جو قومیں دُنیا میں

تمدن کو پھیلانے کی کوشش

کرتی ہیں۔ وہ حاکم و بادشاہ بن جاتی ہیں اور جو نہیں کرتیں۔ وہ اس کے مقابل میں ذلیل اور رسوا ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسے طبعی تغیر ہیں۔ جو ہر جگہ۔ اور ہر گھر میں نظر آتے ہیں۔ لیکن جب کبھی طبعی تغیر ایسے مقام پر جا پہونچتا ہے۔ کہ اس سے شریعت مخفی ہو جاتی یا مٹ جاتی ہے۔ یا

روحانیت خطرہ میں

پڑ جاتی ہے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ دُنیا کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ یوں تو ہمیشہ ہی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ مگر وہ لوگوں کو ڈھیل دے دیتا ہے۔ مگر جب

بگاڑ اور فساد

بہت بڑھ جاتا ہے۔ تو پھر وہ اپنا مامور بھیجتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ دُنیا میں شرعی تغیرات پیدا کرتا ہے۔ اور شرعی تغیرات کے نتائج ان تغیرات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ جو اسباب کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

مثلاً پانی کے ایک گھڑے میں اگر دو تین سیر مصری ڈال دی جائے۔ تو شربت بن جائے گا۔ لیکن ہر شخص یہی کہے گا۔ کہ یہ ایک طبعی تغیر ہے۔

اللہ تعالےٰ کا قانون

ہے۔ کہ مصری کی ایک خاص مقدار کو اتنے پانی میں ملا دو۔ تو وہ شربت میں تبدیل ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی پانی کے گھڑے میں ایک چٹکی مصری کی ڈال دے۔ اور وہ شربت بن جائے۔ تو ہر شخص تسلیم کرے گا کہ یہ طبعی نتیجہ نہیں ہے۔ یہ کوئی

غیر معمولی تقدیر

ظاہر ہوئی ہے:۔

انبیاء میں اس کی موٹی مثال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ آپ نے بے شک لشکر استعمال کئے۔ لڑائیاں ہوئیں۔ اور آپ نے فتوحات حاصل کیں لیکن دُنیا میں اور قوموں نے بھی لشکر استعمال کئے ہیں۔ اوروں نے بھی فتوحات حاصل کی ہیں۔ لیکن ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتوحات کو

معجزے اور اللہ تعالےٰ کے نشانات

قرار دیتے ہیں۔ اور دوسروں کی فتوحات کو نہیں کیونکہ ان کی فتوحات عام طبعی قانون کے نتیجہ میں تھیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ان کی ایسی حالت کبھی نہیں گزری کہ مخالفت تو ہو۔ مگر طاقت موجود نہ ہو۔ وہ سب کے سب ایسے ہی گزرے ہیں۔ کہ ان کے ایک حد تک بڑھ جانے کے وقت تک کوئی شخص ان کے مقابل پر نہیں آیا۔ یا جن طاقتوں نے ابتدا میں ان کا مقابلہ کیا۔ وہ معمولی طاقتیں تھیں مثلاً

ایک کے مقابلہ میں پانچ

ہو گئے۔ مقابلہ ہوا۔ اس نے دو مار دیئے اور تین اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پھر ان چار کا مقابلہ پندرہ سے ہوا۔ انہوں نے ہمت کی۔ چار۔ پانچ مار دیئے۔ اور دس بارہ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے وہ بادشاہ بن گئے جس طرح

ایران کا نادر شاہ

تھا۔ پہلے وہ معمولی گڈریا تھا۔ آہستہ آہستہ ایسے سامان ہو گئے۔ کہ وہ ڈاکو بن گیا۔ اور پھر ایک علاقہ پر قابض ہو گیا۔ اور اس طرح بڑھتے بڑھتے ایران کا بادشاہ ہو گیا:۔

دوسری مثال

نپولین

کی ہے۔ اس وقت اس کی قوم کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت تھی۔ جو اسے لڑائے۔ قوم بادشاہ سے لڑ رہی تھی۔ اور تمام جرنیلوں کے متعلق اسے شک تھا۔ کہ وہ بڑے آدمی ہیں۔ بڑوں سے مل جائیں گے۔ اس وقت کسی نے نپولین کا نام پیش کر دیا۔ اور اسے آگے بڑھنے کے سامان میسر آگئے۔ پھر

تیمور اور بابر

ہیں۔ یہ گو ڈاکو تو نہ تھے۔ بادشاہ ہی تھے۔ مگر معمولی علاقوں کے۔ پہلے ان کی لڑائیاں ارد گرد کے بادشاہوں سے ہوئیں۔ اور انہیں فتوحات حاصل ہوتی گئیں۔ اور اس طرح ان کی طاقت مضبوط ہوتی چلی گئی۔ ان کی ابتدائی جنگیں ان جیسے قبائل کے ساتھ ہی تھیں۔ جو ان کے برابر کے جوڑ تھے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک ایسے علاقہ میں رہے۔ جہاں کا ہر شخص

مسلمان کا قتل

واجب اور ضروری سمجھتا تھا۔ اور اسے ثواب کا فعل قرار دیتا تھا۔ اور مسلمانوں کی تعداد اس قدر قلیل تھی۔ کہ گویا قریباً ایک ہزار کے مقابل پر ایک مسلمان تھا معتبر روایات سے ثابت ہے۔ کہ مکہ میں ہجرت کے وقت تک ۸۲-۸۳ صحابہ ہی تھے۔ اور مکہ سے جو لشکر مسلمانوں کے ساتھ لڑائیاں کرنے کے لئے نکلتے رہے ہیں۔ اس سے کفار کی طاقت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

مہذب قوموں کے متعلق

سمجھا جاتا ہے۔ کہ ان میں سے سو میں سے چھ سپاہی مل سکتے ہیں۔ اور اگر بڑا زور دیا جائے۔ تو دس اور جو اقوام مہذب نہیں سادہ عام حالات میں سولہ اور خاص حالات میں ۲۰-۲۲ فیصدی سپاہی دے سکتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر جو لشکر آتے رہے ہیں۔ ان میں مکہ کے سپاہی ہزار بارہ سو تک ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مکہ اور گردو نواح کی آبادی دس بارہ ہزار ضرور تھی۔ اور ان کے مقابل پر مسلمان ابتداء میں تو دو تین ہی اور آخر پر ۸۲-۸۳ تھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت

ابتدا سے ہی تھی۔ جب آپ نے دعویٰ کیا۔ اسی وقت کفار نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ آپ زندہ رکھے جانے کے قابل نہیں جو عذاب صحابہ کو دیئے جاتے تھے۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ ابتداء ہی سے دیئے جاتے تھے۔ جب آپ کے ساتھیوں کی تعداد ۲۳-۲۴ سے زیادہ نہ تھی۔ اس وقت بھی بعض عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اور ایک مرد کی ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ اور دوسری دوسرے سے باندھ کر اور اونٹوں کو مختلف سمتوں میں چلا کر چیر دیا گیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا۔ کہ جب مسلمانوں کو قطعاً کوئی طاقت حاصل نہ تھی۔ کہ سمجھ لیا جائے۔ کہ مکہ والے مسلمانوں کی طاقت سے گھبرا گئے تھے۔ بلکہ اس وقت مسلمان ایسے کمزور تھے۔ کہ کفار یکدم حملہ کر کے ان سب کو مار سکتے تھے مگر باوجود سب تدابیر کے اللہ تعالےٰ کی طرف سے

کوئی نہ کوئی سامان

ایسا ضرور ہو جاتا تھا۔ کہ وہ ایسا نہ کر سکتے اور ڈر جاتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوا کہ وہ مجالس میں بیٹھے ہیں۔ اور فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو مار دیا جائے۔ مگر ان میں سے ہی کوئی شدید دشمن کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مار دینے کے متعلق تو مجھے اتفاق ہے۔ مگر یہ طریق جو تجویز کیا گیا ہے میں اس کی حمایت نہیں کرتا۔ اور بس اسی میں بات رہ گئی۔ غرض اللہ تعالےٰ کوئی

غیر معمولی سامان

ایسے کر دیتا۔ کہ انہیں حملہ کا موقعہ ہی نہ مل سکا۔ اور اگر کسی نے کیا بھی تو اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ وہ خود ہی ڈر گیا۔ اور خوفزدہ ہو کر رہ گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک معاہدہ میں شریک ہوئے تھے۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ

مظلوموں کی مدد

کی جائے۔ ایک شخص نے ابوجہل سے روپیہ لینا تھا۔ وہ کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ بار بار آتا۔ مگر ابوجہل انکار کر دیتا۔ اور وہ پھر واپس چلا جاتا۔ وہ باری باری ان سب لوگوں کے پاس گیا۔ جو اس معاہدہ میں شریک تھے۔ مگر کسی نے اس کی

حمایت کا دم

نہ بھرا۔ بلکہ سب نے یہی کہدیا۔ کہ ابوجہل اتنا بڑا رئیس ہے۔ اسے کون کچھ کہہ سکتا ہے۔ آخر وہ شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اور اس مخالفت کے زمانہ میں جب کفار نے آپ کو مار دینے کے لئے قسمیں کھائی ہوئی تھیں۔ آپ اس کے ساتھ ابوجہل کے مکان پر تشریف لے گئے۔ دروازہ پر پہونچکر دستک دی۔ ابوجہل باہر آیا۔ اور آپ کو اپنے دروازہ پر دیکھ کر اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا۔ کہ آپ کیسے آئے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو آگے کیا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ نے اس کا روپیہ دینا ہے۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر دے دو۔ وہ فوراً اندر گیا۔ اور لا کر روپیہ دے دیا۔ بعد میں اس کے ساتھیوں نے اسے شرمندہ کیا۔ کہ تم تو دوسروں کو تلقین کیا کرتے تھے۔ کہ مسلمانوں کا روپیہ کسی نے دینا ہو۔ تو نہ دے۔ مگر خود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے پر فوراً لا کر ادا کر دیا۔ ابوجہل نے کہا میں کیا کرتا۔ میں نے جب دروازہ کھولا تو یوں معلوم ہوا۔ کہ

دو بڑے بڑے مست اونٹ

آپ کے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔ اور اگر میں نے ذرا بھی گستاخی کی۔ تو مجھے کھا جائیں گے۔ اب یہ سامان خدا کی طرف سے ہی تھا۔ ورنہ وہاں وحشی اونٹ کہاں سے آنے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے کشفی رنگ میں اسے فرشتے دکھا دیئے۔ کہ دیکھ لو۔ یہ ہمارے سپاہی ہیں۔ تم ذرا بولے۔ تو یہ تمہارا ٹینٹوا دبا دیں گے۔ پس ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ نے آپ کی مدد کی۔ پھر آپ کو

مدینہ میں لایا

اور تھوڑے تھوڑے لشکروں کے ساتھ آپ کو فتوحات دیں۔ پھر آپ کی زندگی میں ایسے واقعات بھی بہت سے ہیں۔ کہ بالکل غیر معمولی حالات میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ جب آپ

غارِ ثور میں

تھے۔ تو دشمن بالکل سر پر پہونچ گیا۔ اور حضرت ابوبکر گھبرا گئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی نظر سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے آپ کو الہام کیا کہ

گھبراہٹ کی ضرورت نہیں

اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اور دشمن سر پر پہنچ کر ناکام واپس لوٹ گیا۔

ایک یہودن نے آپ کو کھانے میں زہر دیدیا اور آپ نے ایک لقمہ اٹھا کر مونہہ میں بھی ڈال لیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ اور آپ نے اسے پھینک دیا اب یہ بالکل غیر معمولی بات ہے۔ عام بادشاہوں کو اس کا کسی طرح علم نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ زہر تھوڑا کھائیں۔ اور بچ جائیں لیکن یہ نہیں۔ کہ لقمہ مونہہ میں ڈالتے ہی علم ہو جائے۔

پھر ایک دفعہ یہود نے آپ کو ایک فیصلہ کرنے کے بہانہ سے بلایا۔ اور ایسا انتظام کر دیا۔ کہ اوپر سے بڑا سا پتھر گرا کر آپ کو ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتا دیا۔ اور آپ بات کرتے کرتے اٹھ کر آ گئے۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ کسی آدمی نے آپ کو اطلاع دے دی۔ اگر یہ ہو۔ تو بھی دشمن کے ذریعہ سے پتہ لگنا

ایک نشانِ الٰہی

ہے۔ غرض آپ نے واپس آ کر صحابہ سے فرمایا۔ کہ اس مکان کی چھت کو جا کر دیکھو۔ اور جب وہ گئے۔ تو وہاں

چکی کا پاٹ

پڑا ہوا پایا۔ پھر آپ ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے۔ ایک دشمن نے قسم کھائی۔ کہ میں ضرور راستہ میں آپ کو مار دوں گا۔ راستہ میں ایک جگہ جنگل میں آپ ٹھہرے۔ اور صحابہ اس خیال سے کہ یہاں کسی

دشمن کا گذر

کس طرح ہو سکتا ہے۔ ادھر ادھر چلے گئے۔ آپ اکیلے ایک

درخت کے نیچے

سو رہے تھے۔ کہ اس دشمن نے آپ کی تلوار جو درخت سے لٹک رہی تھی اتار لی۔ اور کہا اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا۔ اتنا کہنا تھا۔ کہ اس کے

ہاتھ سے تلوار گر گئی

اور آپ نے اسے اٹھا کر اس سے پوچھا۔

کہ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ آپ کا خیال تھا۔ کہ اس نے مجھ سے سن کر سبق حاصل کرلیا ہوگا۔ اور یہی جواب دے گا۔ مگر اس کی حالت اس وقت ایسی گندی تھی۔ کہ پھر بھی اسے سمجھ نہ آئی۔ اور اس نے یہی کہا کہ آپ ہی رحم کریں تو کریں۔ آپ نے فرمایا ابھی میں نے تمہیں سبق دیا تھا۔ مگر پھر بھی تم نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ جاؤ میں تم کو چھوڑتا ہوں۔ پھر

احد کی جنگ میں

دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات آپ کی زندگی میں پائے جاتے ہیں۔ آپ غزوہ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا کہ بعض منافق رستہ میں جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے خیال کیا تھا۔ کہ جنگل ہے۔ اور رات کے اندھیرے میں ہم آپ کو مار دیں گے۔ کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔ اور اسی لئے وہ علیحدہ ہو کر وہاں جا چھپے تھے۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ وہاں ان کو تلاش کرو۔ چنانچہ وہ پکڑے گئے اور ان کو اقرار کرنا پڑا۔ اور یہ

مخالفت کا طوفان

ابتداء سے ہی موجود تھا۔ لیکن ادہر مخالفوں کی اس قدر کثرت اور آپ کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرنا اور ادہر صحابہ کا کمزور ہونا اور پھر مقابلہ کا کوئی سامان نہ رکھنا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے آپ کا محفوظ رہنا اور صرف

سارے عرب کا بادشاہ

ہو جانا۔ بلکہ آپ کے لگائے ہوئے پودے کا اس طرح پھیلنا کہ آپ کی امت کا ساری دنیا کو فتح کرنا اتنی حیرت انگیز ترقی تھی۔ کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ جب مسلمان بڑھتے بڑھتے ایران تک جا پہونچے۔ تو کسریٰ نے اپنے فوجی افسروں سے کہا۔ کہ یہ جانگلی لوگ جن کے پاس نہ کوئی سامان جنگ ہے نہ سامان بار برداری نہ کچھ کھانے پینے کے لئے ہے کیا تم ان کو بھی شکست نہیں دے سکتے۔ اچھا بلاؤ۔ میں ان کو کچھ دے دلا کر واپس کر دیتا ہوں۔ چنانچہ

اسلامی کیمپ میں

یہ اطلاع بھیجی گئی۔ اس پر بعض صحابہ اس کے دربار میں گئے۔ تو اس نے کہا۔ کہ تم وحشی لوگ گوہ کا گوشت کھانے والے ماؤں سے شادیاں کرلینے والے۔ چور اور ڈاکو ہو۔ تمہیں ہمارے مقابل پر آنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ اور کیا سوجھی کہ ایران فتح کریں۔ مگر میں اب بھی تمہیں انعام دے کر واپس کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے افسروں کے لئے کچھ زیادہ اور سپاہیوں کے لئے اس سے کم مقرر کر دیا ہے۔ یہ لے لو اور واپس چلے جاؤ۔ مسلمانوں کے امیر وفد نے کہا کہ تم جو کچھ ہمارے متعلق کہتے ہو سب سچ ہے۔ مگر اب ہماری وہ حالت نہیں۔ اللہ تعالے نے ہم پر فضل کیا۔ اور اپنا رسول ہم میں بھیجا ہے جس نے ہمارے نقطہ نگاہ کو ہی بدل دیا ہے۔ اس وقت ایرانی لڑائی چھیڑ چکے تھے۔ اس لئے امیر وفد نے کہا کہ اب تو سوائے اس کے کہ یا تم مسلمان ہو کر ہماری پناہ میں آجاؤ۔ یا ہم تلوار سے تمہیں فتح کریں۔ اور کوئی صورت باقی نہیں۔ کسریٰ نے حکم دیا۔ کہ

مٹی کا تھیلہ

بھر کر لایا جائے۔ اور پھر اس نے وہ امیر وفد کے سر پر رکھواتے ہوئے کہا کہ جاؤ اس کے سوا اب تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ آؤ ایران کے بادشاہ نے اپنا ملک اپنے ہاتھ سے ہمارے حوالہ کر دیا ہے۔ مشرک بہت وہمی ہوتا ہے۔ کہ اس بات کا اس پر اتنا اثر ہوا۔ کہ اس نے کہا۔ ان کو پکڑ کر ان سے مٹی کا تھیلا چھین لیا جائے۔ اس کے آدمی دوڑے۔ مگر عربی گھوڑوں کو کون پہنچ سکتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے

غیر معمولی سامان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح کے پیدا کر دیئے کہ سوائے تقدیر کے کوئی اور وجہ اس کی نہیں بتائی جا سکتی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دن جو آواز بلند کی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا تھا۔ کہ میری فتح ہوگی۔ نپولین نے پہلے دن یہ بات نہیں کہی۔ نادر شاہ نے پہلے ڈاکہ کے وقت یہ بات نہیں کہی۔ تیمور اور بابر جب اپنے قبائل سے معروف پیکار تھے۔ تو انہوں نے اس وقت یہ نہیں کہا کہ ہم ہندوستان کو فتح کریں گے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دن جب

کلمہ طیبہ کا اعلان

کیا۔ اسی دن یہ بھی کہہ دیا۔ کہ میں اور میرے اتباع ساری دنیا کو فتح کریں گے اور یہ تقدیر کا ہی کام تھا۔ یہ شرعی تغیرات کے نتائج تھے۔ یورپ کے لوگوں نے بہت کوشش کی ہے کہ

مسلمانوں کی فتوحات کے طبعی اسباب

ثابت کریں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ایران کی سلطنت اس وقت کمزور ہو رہی تھی۔ عرب لوگ آوارہ تھے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامیابی ہو گئی مگر کیا یہ چیزیں ہمیشہ موجود نہیں ہوتیں پھر کیوں اوروں کو بھی ایسی فتوحات حاصل نہیں ہو جاتیں۔ کیا آج ایران کمزور نہیں۔ پھر کیوں اسے فتح نہ کر لیا گیا۔ بے شک ہز میجسٹی رضا شاہ نے اس پر قبضہ کیا۔ مگر اس طرح کہ پہلے وہ ترقی کرتے کرتے کمانڈر انچیف بنے اور پھر بادشاہ ہو گئے۔ لیکن

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو تو آپ کی قوم سپاہی بھی نہ مانتی تھی پھر آج ایران میں خانہ جنگی تھی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے

مکہ والوں میں کامل اتحاد

تھا۔ پس یہ شرعی تغیرات کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ کامیاب ہو گئے۔ اور یہی نتائج انبیاء کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ طبعی نتائج نہیں ہوتے وہ تو ظاہر ہو ہی رہے ہوتے ہیں ان کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ کو اپنا مامور مبعوث کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اس زمانہ میں

بھی اللہ تعالے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز بنا کر بھیجا ہے۔ وہی وعدے آپ کی جماعت کے لئے ہیں۔ جو صحابہ کے لئے تھے۔ قرآن کریم میں آپ کی بعثت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بعثت ثانی

قرار دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کی جماعت براہ راست رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی جماعت سمجھی جائے گی۔ وہی وعدے ہمارے لئے ہیں۔ اس لئے وہی تغیرات ہمارے لئے ہونگے۔ جو صحابہ کے لئے ہوئے۔ مگر ان کے لئے اسی

پاکیزگی اور محبت

کی ضرورت ہے۔ جو انسان کی حالت کو بالکل بدل دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ کہ جسمانی تناسخ درست نہیں مگر روحانی تناسخ درست ہے مگر اس طرح نہیں۔ کہ انسان حیوان بن جائیں۔ اور حیوان انسان۔ بلکہ اس طرح کہ کئی لوگ جو بندروں اور سؤروں والی عادات رکھتے ہیں۔ وہ روحانی رنگ میں ترقی کر کے آدمی بن جاتے ہیں۔ اور کئی آدمی

عادات کی خرابی

کی وجہ سے حیوان بن جاتے ہیں۔ ہزاروں لوگ گندے ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے۔ اور وہ جون بدل لیتے ہیں۔ ہماری جماعت میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جو پہلے شرابیں پیتے۔ چوریاں کرتے اور ڈاکے ڈالا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص بیعت کرنے آیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو۔ اس نے کہا۔ پہلے تو میں

چوروں کا بادشاہ

تھا۔ جب تک جوان تھا۔ چوروں کا سردار تھا اور جب بوڑھا ہو گیا۔ تو چور خود بخود اس خوف سے کہ میری امداد کے بغیر وہ گرفت سے نہیں بچ سکیں گے۔ اور کامیاب نہ ہو سکیں گے میرے گھر آکر مجھے حصہ دے جاتے تھے۔ ایسی ہزاروں مثالیں ہیں کہ اصلاح کے بعد پہلا آدمی بالکل بدل گیا اور اس کی جگہ نیا آدمی بن گیا۔ حتیٰ کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ پہلا اور دوسرا ایک ہی آدمی ہے۔ اور ایسی ہی اصلاح ایسے

فضلوں کا وارث

بنایا کرتی ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر نازل ہوئے بے شک ہماری جماعت میں ایسے ہزاروں لوگ ہیں۔ جنہوں نے یہ اصلاح کی۔ مگر جماعت تو لاکھوں کی ہے۔ اور باقی جو ایسی اصلاح نہیں کرتے۔ وہ ایسے ہی ہیں جیسے

تیرنے والے کے گلے میں پتھر

باندھ دیا جائے۔ کمزور افراد جماعت کی ترقی میں روک ہو جاتے ہیں۔ جیسے نفس کے مدارج ہیں اسی طرح انسانوں کے بھی ہیں ایک نفس مطمئنہ ہے۔ اس کی مثال ایسے لوگوں کی ہے۔ جو قربانی کا جب ارادہ کر لیتے ہیں۔ تو پھر مسلسل کرتے چلے جاتے ہیں ایک نفس لوامہ ہے۔ اس کی مثال ان لوگوں کی ہے۔ کہ جب کبھی تقریریں سنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یا قرآن کریم یا حدیث کا درس سنتے ہیں۔ تو ان کے اندر قربانی کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ قربانی کرنے بھی لگ جاتے ہیں۔ مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد سست ہو جاتے ہیں۔ ان کی مثال کارک کی سی ہوتی ہے۔ جو کبھی ڈوب جاتا ہے۔ اور کبھی تیرنے۔ تیسرا نفسِ امارہ ہے جس کی مثال پتھر کی ہے۔ اسے جب پانی میں ڈالا جائے۔ فوراً نیچے جا ڈوبتا ہے غرض پہلی قسم کے لوگ

کشتی کی مانند

ہیں۔ جو پانی پر ڈالے جانے کے بعد کبھی نیچے نہیں جاتی۔ دوسری قسم کے

کارک کی مانند

ہیں۔ جو کبھی اوپر آ جاتا ہے۔ اور کبھی نیچے اور تیسرے

پتھر کی مانند

ہیں۔ جو نیچے جا ڈوبتا ہے۔ اور جس قوم میں اتحاد ہو۔ اس کے لئے یہ خطرہ بھی ہوتا ہے۔ کہ کمزور دوسروں کو بھی لے ڈوبیں جیسے کشتی اگر علیحدہ ہو۔ کارک علیحدہ اور پتھر علیحدہ تو کسی کو دوسرے سے نقصان کا احتمال نہیں لیکن اگر کشتی سے بہت سے کارک بندھے ہوں۔ اور ان سے سلیں تو کشتی خطرہ سے محفوظ نہیں سمجھی جا سکتی۔ اتحاد کے جہاں فوائد ہیں۔ وہاں یہ نقصان بھی ہے۔ میں نے علمی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جو لوگ

ڈوبنے والوں کو بچانے کیلئے

جاتے ہیں۔ وہ اکثر خود ڈوب جاتے ہیں ڈوبنے والے کو چونکہ ہوش تو ہوتا نہیں وہ بچانے والے کو ایسا زور سے پکڑتے ہیں۔ کہ ساتھ ہی لے ڈوبتے ہیں۔ اس لئے لکھا ہے۔ کہ ڈوبنے والے کے منہ کی طرف نہ جاؤ۔ بلکہ پیٹھ کی طرف سے دھکے مار کر کنارے پر لے آؤ۔ تو کمزور طبائع کے لوگ ہمیشہ

جماعتی ترقی میں روک

ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں جماعت کی صحیح طاقت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک تحریک کی جاتی ہے۔ اور ایسے جوش کے ساتھ اس پر جماعت کی طرف سے لبیک کہا جاتا ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے جماعت تھوڑے ہی عرصہ میں

ساری دنیا کو فتح

کر لے گی۔ لیکن چھ ماہ کے ہی بعد خاموشی ہو جاتی ہے۔ میں نے اس کا پتہ لگایا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ کمزور لوگوں کا اثر نزدیک کے دوسرے لوگوں پر پڑتا ہے۔ اور ان کا آگے دوسروں پر حتٰے کہ سب پر غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ہم

بچپن میں ایک کھیل

کھیلا کرتے تھے۔ سو پچاس اینٹیں قریب قریب کھڑی کر کے پھر ایک کو دھکا دیدیتے تو سب کی سب گر جاتیں۔ اسی طرح جماعت میں جو لوگ سست ہوتے ہیں۔ ان کا حال ہوتا ہے۔ ایک کی کمزوری دوسرے پر اثر کرتی ہے۔ اور دوسرے کی تیسرے پر۔ اس لئے اگر سب میں سے اچھے لوگوں کو نکال لیں۔ تو اس صورت میں گو قربانی کم ہو سکے گی۔ مگر جو بھی ہو گی۔ مستقل ہو گی۔ اور ہم

چادر دیکھکر

پاؤں پھیلا سکیں گے۔ موجودہ صورت میں تو کمزور پتہ نہیں لگنے دیتے۔ کہ ہماری چادر کس قدر لمبی ہے۔ سمجھ لیا جاتا ہے کہ جماعت مثلاً دو لاکھ ہے۔ اور دس لاکھ روپیہ دے سکتی ہے۔ اور اس اندازہ کے مطابق ایک کام شروع کر دیا جاتا ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں سے پچاس ہزار کسی کام کے نہیں ہیں۔ اور اس طرح پچاس ہزار کا بجٹ بیچ میں سے خارج کرنا پڑتا ہے۔ اور اس ¼ حصہ کے نکل جانے کی وجہ سے کام رہ جاتا ہے۔ تو

کمزوروں کی اصلاح

ضروری ہے۔ آگے کمزوروں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک منافق ہوتے ہیں اور ایک ہوتے تو مخلص ہیں۔ مگر ان پر مایوسی طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر ہمت دلائی جائے۔ اور جوش پیدا کیا جائے۔ تو وہ اُٹھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اٹھانا مشکل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ جو ہوشیار ہیں۔ وہ اپنا فرض ادا کریں۔ قرآن کریم میں بار بار آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے ظلمت سے نور پیدا کرتا ہے۔ اور نور سے ظلمت۔ دن سے رات اور رات سے دن۔ غور کرنا چاہئے۔ کہ بار بار یہ کیوں بتایا گیا ہے۔ یہ چیزیں تو ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ ان کے ذکر کا کیا فائدہ تھا۔ ہم روز دیکھتے ہیں۔ کہ مردہ نطفہ سے زندہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور زندہ لوگ مر جاتے ہیں۔

اس ذکر کی غرض

یہی ہے۔ کہ جس طرح تم یہ دیکھتے ہو۔ اسی طرح روح کی حالت ہے۔ وہ روح جو مردہ ہو۔ پھر زندہ ہو سکتی ہے۔ اور جو رُوح زندہ ہو۔ وہ بعض اسباب سے مردہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح تاریک قلب

نیک تغیرات

سے منور ہو سکتا ہے۔ اور روشن قلب برے اثرات سے سیہ ہو سکتا ہے۔ پس یہ مت گمان کرو۔ کہ احتیاط سے رُوح کو مردنی سے بچایا نہیں جا سکتا۔ اگر کوئی ایسی سواری ہو۔ جو سورج کی روشنی جتنی ہی تیز چل سکے۔ اور اس پر انسان سوار ہو جائے۔ تو وہ رات کے اندھیرے سے بچ سکتا ہے۔ اور اس پر کبھی تاریکی نہیں آئے گی۔ اسی طرح اگر کوئی گناہ میں ایسا تیز ہو۔ کہ رات کے ساتھ ساتھ چلے۔ تو کوئی نور اس تک نہیں پہونچ سکتا۔ درمیانہ درجہ میں کبھی دن ہو جاتا ہے۔ اور کبھی رات جو روح

ہمیشہ تاریکی میں

ہی رہتی ہے۔ وہ نفس امارہ ہے۔ جس پر کبھی دن آ جائے۔ اور کبھی رات وہ نفس لوامہ ہے۔ اور جو ہمیشہ ہی نور میں رہے۔ وہ نفسِ مطمئنہ ہے۔ اور درمیانی حالت والا اپنے اندر ضرور تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اندھیرے میں رہنے والا بھی اگر کھڑا ہو جائے کہ میں نے اس تاریکی کو ختم کرنا ہے۔ تو وہ بھی نور حاصل کر سکتا ہے۔ پس جو لوگ اس خیال کے ہیں۔ کہ کمزور ہمارے لئے بوجھ ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں۔ کہ ان کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے۔

باقی رہے منافق

سو ان کا بوجھ اللہ تعالےٰ نے ہم پر نہیں رکھا۔ ہاں جو لوگ اخلاص سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مگر گناہوں میں مبتلا ہیں

ان کی اصلاح

ہمارے ذمہ ہے۔ ان کے اندر جب حرکت پیدا ہو جائے گی۔ تو نور خود بخود آ جائے گا۔ کوئلہ

کاربن گیس

کی منجمد شکل ہوتا ہے۔ اسے جب گرمی دے کر گیس یا دھوآں بنایا جا سکتا ہے۔ اور کوئلہ سے جو گیس نکلتی ہے۔ اسے اگر ذرا گرمی دے کر روشن کیا جا سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ

سیہ دل مومن

کے اندر حرکت پیدا کی جائے۔ اور وہ نور حاصل نہ کر سکے۔ گذشتہ انوار کو ہی

میں نے خواب میں دیکھا

کہ میں ایک عربی کا شعر پڑھ رہا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں۔ کہ گویا مجھ پر الہام ہوا ہے۔ اور یہ بھی خیال کرتا ہوں۔ کہ یہی شعر یا ایسا ہی کوئی دوسرا شعر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی

الہام

ہوا تھا۔

جب میری آنکھ کھلی۔ تو وُہ شعر میری زبان پر تھا۔ مگر افسوس۔ کہ ایک مصرعہ یاد رہ گیا۔ دُوسرا بھُول گیا۔ وُہ مصرعہ یہ ہے۔

تاتی الیک الروح کالدخان

یعنی انسان کی رُوح دھوئیں کی طرح تیری طرف آتی ہے ؛

دوسرا مصرعہ مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ تو جب اسے چھُو دیتا ہے تو وُہ سُورج کی طرح یا

سُورج سے بھی روشن

ہو جاتی ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ انسان خواہ کوئلہ کی گیس بن کر اڑے۔ مگر اڑے ضرور پھر جہاں بھی آگ ہو گی۔ اسے لے لے گی ضرورت کوشش کی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اسے روشن بنا دیتا ہے ؛

انسانی رُوح میں اللہ تعالےٰ نے یہ مادہ رکھا ہے۔ کہ جب وُہ تاتی الیک الروح کالدخان پر عمل کرتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اسے نور بخش دیتا ہے۔ ایک انسان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میں نے اب رات کو دن سے بدلنا ہے۔ وُہ گیس کی طرح اڑ کر

اللہ تعالےٰ کے حضُور

جا گرتا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اسے چھُوتا ہے اور وُہ سُورج کی طرح چمکنے لگتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ ہے۔ کہ اللّٰہ نور السموات والارض دُنیا میں سب روشنیاں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ باقی سب دُھواں ہی دُھواں ہے۔ اور جب دُھواں

اللہ تعالےٰ کے قریب

جا پہنچتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ جھٹ اسے روشنی سے بدل دیتا ہے۔ کئی لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہو گا۔ کہ جب شمع کو یا لیمپ کو پھُونک مار کر بجھاؤ۔ تو اس بتی سے جو دھواں اس وقت نکلتا ہے۔ اگر اسی وقت اسے دیا سلائی دکھائی جائے۔ تو بتی کو دیا سلائی لگنے بغیر بتی جل جاتی ہے۔ اور آگ کسی قدر فاصلہ سے ہی اسے پکڑ لیتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ دھواں روشنی سے بدلنے کی

قوی طاقت

رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اگر چاہے۔ تو تاریک روحوں کو بھی روشن کر دیتا ہے۔ ضرورت صرف استقلال کی ہوتی ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ جو

زِندہ رُوحیں

ہیں۔ وُہ اور بھی زندگی اپنے اندر پیدا کریں اور جو مُردہ ہو چکی ہیں۔ وُہ مایوس نہ ہوں جب تک ہمارے دوستوں کے اندر یہ روح پیدا نہ ہو گی۔ کامیابی محال ہے۔ مگر میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ ہمارے دوستوں کے اندر یہ مرض ابھی تک باقی ہے ؛

گزشتہ سال کے خُطبات کے بعد میں سمجھتا تھا۔ کہ اب کئی سال تک جماعت کو جگانے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ مگر ابھی آٹھ ماہ ہی گزرے ہیں۔ کہ سستی پیدا ہونے لگی ہے ایک دو ہی دن ہوُئے۔ میں نے ایک اور رنگ میں بات کی تھی۔ مگر ناظر صاحب بیت المال نے خیال کیا۔ کہ میں نے کہا ہے۔ کہ میں تحریک جدید کے لئے اس سال چندہ کی تحریک نہیں کروں گا۔ اور وُہ اس بنا پر بہت خوش ہوُئے کہ اس تحریک سے چندہ عام کی ادائیگی میں سستی پیدا ہو گئی ہے۔ اس سے معلُوم ہوتا ہے۔ کہ کارکن جماعت کے سستوں کا بوجھ محسُوس کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن میں نے گزشتہ سال یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ

اب میں سستوں کی پروا نہیں کرُوں گا

اور جو مستعد ہیں۔ اُن کو آگے لے جاؤنگا ہم سونے والوں کو جگائیں گے۔ مگر جو نہیں جاگیں گے۔ ان کو چھوڑتے جائیں گے۔ پچھلے سال میں نے بتایا تھا۔ کہ میں نے جس قربانی کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ بہت ہی کم ہے۔ آئندہ کے لئے جو سکیم میرے مدنظر ہے۔ وُہ

بہت بڑی قربانیوں کا تقاضا

کرتی ہے۔ اور اب یہی ہو گا۔ کہ کمزوروں کے متعلق ہم یہی کہیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو مغفرت کرے۔ اور جو باقی ہیں۔ ان کو آگے بڑھائے جاؤں گا۔ اور اس صُورت میں خواہ دس آدمی بھی میرے ساتھ ہوں۔

انجام کار فتح

انہی کی ہو گی ؛

پس ان معاملات میں اب میں نہ ناظروں کی پروا کرُوں گا۔ نہ انجمن کی۔ نہ افراد کی اور نہ جماعتوں کی اور نہ مشوروں سے کام کروں گا۔ اب تو یہی ہے۔ کہ

جو ہمارے ساتھ چل سکتا ہے چلے

اور جو نہیں چل سکتا۔ وُہ پیچھے رہ جائے۔ اس پوزیشن میں اب میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ حتےٰ کہ

فتح کا دن

آجائے۔ اس وقت تک میں اب کسی کا لحاظ نہیں کروں گا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ڈرانا نہیں چاہیئے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ جو ڈرنے والے ہیں۔ وُہ بے شک ڈر جائیں۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہُوں۔ کہ تین سال کی شرط ہی ضروری نہیں۔ ممکن ہے۔ یہ تحریک مستقل ہی ہو۔ اور اس سے بھی زیادہ قربانیوں کی ضرورت پیش آئے۔ جو ان کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتا ہے۔ وُہ الگ ہو جائے اب

قربانیوں کا مطالبہ

زیادہ سے زیادہ ہو گا۔ جو اس کو بوجھ سمجھتا ہے۔ وُہ نہ اٹھائے۔ حتےٰ کہ جو انگلی اٹھا کر بھی کوئی اعتراض کرے گا۔ میں اسے جماعت سے علیحدہ کر دوں گا۔ بے شک مشورہ میں میں اب بھی دوسروں کو شامل کروں گا۔ لیکن کروں گا وُہی۔ جو مجھے خدا تعالےٰ سمجھائے۔ کیونکہ اب

جنگ کا زمانہ

ہے۔ جب کمانڈر انچیف وُہی کرتا ہے جسے ضروری۔ اور مناسب سمجھتا ہے۔ اور بے ہودہ بحثوں میں وقت ضائع نہیں کرتا ؛

میں ڈراتا نہیں ہُوں۔ لیکن جو ڈرتا ہے۔ وُہ بے شک ڈر جائے۔ میں صرف یہ بتاتا ہُوں۔ کہ کمزور اگر چاہیں۔ تو

طاقت حاصل کر سکتے ہیں

خدا تعالےٰ دھوئیں کو نور میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اگر کسی کے دل میں خوف ہے۔ یا وُہ کمزوری محسُوس کرتا ہے۔ یا

شکوک ہیں

تو وُہ مت سمجھے۔ کہ نور حاصل نہیں کر سکتا اگر تمہارے گرد گناہوں نے گھیرا کر لیا ہے۔ تو

خدا تعالےٰ کی طرف جھک جاؤ

کیونکہ جو خدا کی طرف جھکتا ہے۔ خدا اسے مردنی کی حالت میں نہیں رہنے دیتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص خدا کی طرف جھکے۔ اور خدا اسے پرے ہٹا دے یہ تو ایسی معمولی بات ہے۔ کہ کوئی شریف آدمی بھی نہیں کر سکتا۔ پس اگر کسی کے دل میں قربانی سے ڈر ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ قربانی کر ہی نہیں سکتا۔ کسی کے پاس اگر روپیہ نہیں۔ تو وہ ہاتھ سے مدد کر سکتا ہے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو زبان سے دعا کر سکتا ہے۔ اگر زبان سے بھی دُعا نہیں کر سکتا۔ تو دل ہی دل میں دُعا کر سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی بُرا کام دیکھے۔ تو اسے ہاتھ سے روک دے۔ اگر ہاتھ سے نہ روک سکے۔ تو زبان سے ہی منع کر دے۔ اور اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو۔ تو دل میں ہی بُرا منائے۔ اللہ تعالےٰ نے

ہر ایک کے لئے سامان

رکھے ہیں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ جس کے پاس کچھ نہیں۔ وہ دُعائیں ہی کیا کرے پس اگر دل پر زنگ ہے تو یہ مت خیال کرو۔ کہ وہ دُور نہیں ہو سکتا۔ اپنے آپ کو دھواں بنا کر خدا تعالےٰ کے دروازے پر جا گراؤ۔ اور مایوس مت ہو کہ جو مایوس ہوتا ہے۔ وہ شیطان ہے فرشتوں نے بھی کہا تھا۔ کہ آدم دنیا میں فساد پھیلائے گا۔ مگر جب خدا نے کہا کہ سجدہ کرو۔ تو وہ سجدہ میں گر گئے۔ اور

سجدہ دُعا ہی ہے

اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ مایوس نہ تھے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے نقصان سے دنیا کو بچا سکتا ہے۔ مگر شیطان مایوس تھا۔ اور اس نے سجدہ نہ کیا ؛

پس

فرشتوں کی طرح

خدا کے پاس برتن لے کر جاؤ۔ پھر خدا تمہیں خالی ہاتھ نہ آنے دے گا ؛

"زمیندار" کے "علامہ رشدی" کی قرآن کریم سے صریح ناواقفیت

"الفضل" ۹ر اگست میں "یورپ میں ہیبت ناک زلازل" کے عنوان سے حقائق پر مبنی ایک مضمون شائع کرکے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آج سے اٹھائیس سال قبل کی وہ پیشگوئی جس میں آپ نے نہایت واضح الفاظ میں اہلِ عالم کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا "اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں...... میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں۔ اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں" نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ بھر بھی خوفِ خدا پایا جائے۔ وہ خدا تعالےٰ کی ان قہری تجلیات سے جو ایشیا اور یورپ میں رونما ہو رہی ہیں۔ کانپ اٹھا ہے اور تسلیم کر رہا ہے۔ کہ دنیا کو اس کی بداعمالیوں کی نہایت عبرتناک سزا مل رہی ہے۔ اور ہر مسلمان کہلانے اور قرآن کریم پر ایمان لانے والے کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں جونکہ صراحت کے ساتھ فرما دیا ہے۔ کہ ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ یعنی میں دنیا میں عالمگیر عذاب اس وقت تک نازل نہیں کرتا جب تک اپنا رسول بھیجکر لوگوں پر اتمام حجت نہ کر لوں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں بھی خدا نے اپنا مامور بھیجا ہو۔

اب چاہئے تو یہ تھا۔ کہ اخبار "زمیندار" کے "رشدی" صاحب جنہوں نے اپنے ساتھ "علامہ" کا لقب بھی لگا رکھا ہے۔ اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے۔ اور خدا تعالےٰ کی قائم کردہ سنت کے ماتحت ان عذابوں سے جو ... میں پے بہ پے رونما ہو رہے ہیں عبرت حاصل کرتے۔ "زمیندار" ۱۰ر اگست" میں لکھتے ہیں:۔

"خدا کا خوف اور اپنی عاقبت کی فکر رکھنے والے لوگ غور فرمائیں۔ اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں" کے الفاظ میں ہم نے اپنے عقیدہ کو چھپایا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت ظاہر ہونے والے خدا تعالےٰ کے ہر قہری نشان پر ہم نے بارہا "رشدی" ایسے تاریکی کے فرزندوں اور ظلمت کے دلدادوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ یہ ارضی وسماوی مصائب خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے مسیح موعودؑ کے انکار کی وجہ سے لوگوں پر نازل ہو رہی ہیں۔ پھر اپنے عقیدہ کو چھپانے کا ہم پر کس طرح الزام عائد ہو سکتا ہے۔ ہاں غفلت اور لاپروائی کے الزام کے نیچے وہ لوگ آتے ہیں۔ جو دیدہ دانستہ خدا تعالےٰ کی قہری تجلیات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے مامور کو قبول کرنے سے لوگوں کو روکنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ رشدی صاحب نے یہ لکھکر کی ہے۔ کہ "اگر مرزا صاحب کی نبوت کی تائید میں خدائی نشان ظاہر ہوتے۔ تو ان کی زندگی میں ہوتے۔ ان کی رحلت کے بعد ان چیزوں کی ضرورت ہی کیا باقی رہی"۔ کاش وہ قرآن کریم کی آیات پر غور کرتے اور تاریخ اسلام سے کچھ ہی واقفیت رکھتے تا انہیں معلوم ہوتا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ وہ اپنے نبی کے ذریعہ جو پیشگوئیاں کراتا ہے۔ وہ سب کی سب ایسی نہیں ہوتیں کہ نبی کی زندگی میں پوری ہوں۔ بلکہ کئی ایسی ہوتی ہیں۔ جو نبی کی رحلت کے بعد پوری ہو کر اس کی صداقت کی دلیل بنتی ہیں۔ اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے باعث ہدایت بنتی ہیں۔

دیکھئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فالینا مرجعھم (یونس ع ۵ وموسن ع ۸) یعنی کفار کے متعلق ہماری طرف سے جو آئندہ کے وعدے کئے گئے ہیں ... کے متعلق دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان میں سے "بعض" کا پورا ہوتا تمہیں دکھا دینگے۔ اور بعض کو تیری وفات کے بعد پورا کرینگے۔

یوں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں آج تک پوری ہو رہی ہیں۔ اور قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی لیکن ایسی پیشگوئیاں جن کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ آپ کی ذات خاص کے ذریعہ پوری ہونگی ان میں سے بھی کئی ایک آپ کی رحلت کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔ مگر باوجود اس کے یہی سمجھا گیا۔ کہ آپ کے ذریعہ ہی پوری ہوئی ہیں۔

مثلاً بخاری باب التعبیر میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ کہ خزائن الارض کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں دی گئیں۔ یہ فتوحات اسلامی کے متعلق اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیشگوئی تھی۔ مگر تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ خزائن الارض کی چابیاں آپ کو نہیں بلکہ آپ کے خلفا کو دی گئیں۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اعطیت الکنزین الاحمر والابیض (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ مجتبائی) یعنی مجھے سرخ وسفید دو خزانے (قیصر وکسریٰ کے) دیئے گئے۔ نیز فرمایا۔ اعطیت مفاتیح الشام واللہ انی الابصر قصورھا الحمر الساعۃ اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس، اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن۔ (کنز العمال کتاب الغزوات جلد ۵ صفحہ ۲۷۸) یعنی مجھے شام کے خزانے دیئے گئے۔ اور میں اس کے سرخ محل یہیں سے دیکھ رہا ہوں۔ اسی طرح مجھے فارس کے خزانے دیئے گئے۔ اور میں مدائن کے محلات دیکھ رہا ہوں۔ اللہ اکبر مجھے یمن کے خزانے اور چابیاں عطا کی گئیں۔ مگر درحقیقت یہ خزائن آپ کی امت کو دیئے گئے۔ چنانچہ تاریخی دنیا جانتی ہے۔ کہ شہر مدائن جو خاندانِ کسریٰ کا دار الخلافہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں سعد بن ابی وقاص کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور شام حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے فتح کیا۔ مگر یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشانات تھے۔ جو دنیا پر ظاہر ہوئے۔

اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت سے ایسے واقعات سے مطلع فرمایا۔ جو آئندہ زمانہ میں ہونیوالے تھے۔ ... کہ اونٹنیاں سواری کے لحاظ سے بیکار ہو جائیگی۔ واذا العشار عطلت دریا پھاڑے جائینگے۔ اور ان سے نہریں نکالی جائینگی۔ واذا البحار سجرت آمد ورفت کے لئے کئی قسم کی سہولتیں نکل آنیکی وجہ سے دنیا کے لوگ مل جائینگے۔ واذا النفوس زوجت کتابوں رسالوں اور اخبارات کی کثرت سے اشاعت ہوگی۔ مطابع جاری ہو جائینگے۔ اور قلم سے خوب کام لیا جائیگا۔ واذا الصحف نشرت۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے یہ نشان جو پیشگوئیوں کے رنگ میں ہیں آج تیرہ سو سال کے بعد پورے ہو کر آپ کی صداقت ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر انہی کے لئے جن میں رشد کا مادہ پایا جاتا ہے۔ نہ ان کیلئے جو کہلاتے تو رشدی ہیں لیکن ظلمت میں بھٹکتے پھرتے ہیں

پس رشدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے اللہ تعالےٰ کے قہری نشان لوگوں کی عبرت کیلئے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور اس کے لئے ضروری نہیں کہ نبی کی زندگی میں ہوں۔ بعد میں نہ ہوں۔

رشدی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"مرزائی کوئی ایک مغربی نو مسلم ایسا نہیں بتلا سکتے جو متنبیٔ قادیان کی نبوت کا قائل ہو"۔

معلوم ہوتا ہے۔ انہیں یا تو الفضل میں ان تبلیغی رپورٹوں کے مطالعہ کا کبھی موقع نہیں ملا۔ جو بلاد مغربی میں اشاعت احمدیت کے متعلق چھپتی رہتی ہیں۔ اور جن میں نومسلمین کے قابلِ رشک اخلاص کا ذکر ہوتا ہے۔ یا پھر دیدہ دانستہ دروغگوئی سے کام لے رہے ہیں۔ الفضل ۱۴ر اگست میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بروقت آمد" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ ایک نومسلم انگریز مبارک احمد صاحب فیولنگ سفیر لنڈن کے اس انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے۔ جو اخبار "سن رائز" میں چھپ چکا ہے اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اس نومسلم انگریز کی عقیدت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے حقیقی وابستگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں "اسلام جو احمدیت کی شکل میں رونما ہوا ہے تمام کائنات عالم کو منور کر رہا ہے ہر سال جو گذرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے اور اسلام کی صداقت کو ظاہر ہوتے دیکھتا ہے۔ مگر وہ قوم جو خدا تعالیٰ سے غافل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے مرسول کا انکار کر دیتی ہے اخلاف کے لئے شبہات بداخلاقی اور اضطراب کا ایک طومار۔ معاندوں اور بداندیشوں کا ایک گروہ چھوڑ جاتی ہے........ ہمیں ان چیزوں سے بچانے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنے ایک برگزیدہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیہ میں مبعوث کیا ہے۔ بنی نوع انسان پر اب یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے مانیں اور اس طرح ایک نئی زمین اور نیا آسمان

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر احراری حملہ آور کے مقدمہ کی سماعت

گواہانِ استغاثہ پر مکرر جرح اور دو مزید گواہوں کے بیانات

گورداسپور ۲۴ اگست۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کرنے والے احراری حنیفا کے مقدمہ کی آج پھر سماعت ہوئی۔ استغاثہ کی طرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب اور ملزم کی طرف سے شریف حسین صاحب وکیل موجود تھے۔ ساڑھے دس بجے کے قریب جب مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے لگی۔ تو ملزم کے وکیل نے درخواست دی۔ کہ چونکہ میں جرح تیار نہیں کر سکا۔ اس لئے مقدمہ کسی آئندہ پیشی پر ملتوی کر دیا جائے۔ عدالت نے اس درخواست کو منظور نہ کیا۔ اور مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ملزم کے وکیل کے سوالات کے جواب میں حسب ذیل بیان دیا:۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا مکرر بیان

یہ کہنے سے کہ احرار کا رویہ ہمارے خلاف معاندانہ ہو رہا ہے۔ میری مراد یہ ہے۔ کہ وہ تقریریں ہمارے خلاف کرتے ہیں۔ میں نے ایسی تقریریں دوسرے اخبارات میں کئی بار پڑھی ہیں۔ "الفضل" میں یاد نہیں پڑھی ہوں۔ کیونکہ اس میں یہ باقاعدہ درج نہیں ہوتیں۔ میں عموماً "الفضل" کا مطالعہ کرتا ہوں۔ خطبات بھی پڑھتا ہوں (وکیل ملزم یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ کیا ان میں یہ شکایت ہوتی ہے۔ کہ حکام ضلع احرار کی مدد کرتے ہیں۔ اور انہیں تبدیل کیا جائے۔ مگر عدالت نے اجازت نہ دی۔)

مجھے یہ علم ہے۔ کہ علاقہ مجسٹریٹ اسی دن شام کو آ گئے تھے۔ مگر وقت آمد کا معلوم نہیں میں ان کے پاس نہیں گیا۔ رپورٹ لکھ کر دے دینے کے بعد پھر میں پولیس کے پاس نہیں گیا۔ نہ اس دن نہ اگلے دن رپورٹ لکھنے کے بعد میں سب انسپکٹر کے ساتھ انہیں موقعہ دکھانے گیا تھا۔ وہاں انہوں نے کوئی تحریری نوٹ نہیں لیا۔ میری موجودگی میں دوسرے گواہوں کا بیان لیا جانا شروع ہوا تھا۔ یعنی وہ زبانی طور پر تفتیش کر رہے تھے۔ زبانی تفتیش کرنے کے بعد سب انسپکٹر میرے ساتھ موقعہ پر آ گئے۔ میں نے ان کو وہاں چھوڑا اور چلا گیا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ جب ہم موقعہ پر گئے۔ تو وہ گواہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ رائے صاحب جواہر لال کو نہ میں نے چوکی پر دیکھا۔ اور نہ موقعہ پر۔ میں نے سب انسپکٹر سے نہیں کہا۔ کہ احرار کے دفتر کی تلاشی لی جائے۔ یا ماسٹر تاج الدین کے مکان کی۔ میں نے ایسی کوئی بھی درخواست نہیں کی۔ نہ مجھے علم ہے۔ کہ کوئی تلاشی ہوئی۔ میں نے کسی سے نہیں کہا۔ کہ باہر جانے والے راستوں پر پہرے لگا دیئے جائیں۔ تا ملزم کو پکڑا جا سکے نہ ہی مجھے یہ معلوم ہے کہ ایسا کیا گیا۔ خان صاحب فرزند علی صاحب نے حکام کو جو خط لکھا تھا۔ کہ اس طرح احرار کی طرف سے حملہ کرائے جانے کی اطلاع ملی ہے۔ میں نے وہ خط دیکھا تھا۔ مگر یہ دریافت نہیں کیا۔ کہ جن رپورٹوں کی بنا پر یہ ہے۔ وہ کن کی طرف سے ہیں۔ D.S.P. صاحب نے قادیان میں اپنے مکان پر مجھے بلوا کر یہ اطلاع دی تھی۔ کہ کل بٹالہ میں شناخت پریڈ ہے۔ اس پر میں اگلے روز بٹالہ گیا تھا۔ شناخت کے وقت ملزم کے علاوہ قریباً پندرہ آدمی اور تھے۔ اور مجسٹریٹ صاحب تھے۔ محمد عبد اللہ اور جمعدار صلاح الدین صاحب اس روز بٹالہ میں میرے ساتھ آئے تھے۔ رستہ میں ملزم کی شناخت کے متعلق ان سے میری کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ ضربات لگا کر ملزم کے بھاگ جانے کے بعد میں دو تین سیکنڈ میں ہی بائیسیکل پر سوار ہو گیا تھا۔ میں سائیکل آہستہ چلاتا ہوں۔ اور اس دن بھی اسی رفتار سے گیا تھا:۔

محمد افضل پسر چوہدری عبد الرحمن صاحب کی مکرر شہادت

جس وقت میں میاں صاحب کو محمد امین کی دوکان کے پاس ملا۔ تو ان کے ساتھ تھانہ کو واپس چلا گیا تھا۔ اس وقت میاں صاحب تھانہ سے واپس آ رہے تھے۔ وہ پھر تھانہ کو چلے گئے مجھے یاد نہیں۔ کہ جب میں ساتھ گیا۔ تو میاں صاحب نے وہاں کچھ لکھ کر دیا۔ اسی دن میرے ساتھ لطیف کا بیان بھی لکھا گیا تھا۔ میاں صاحب اس وقت تھانہ میں ہی تھے۔ جب ہمارا بیان ہوا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ جب محمد امین کی دوکان پر میاں صاحب ملے۔ تو اس وقت سب انسپکٹر ساتھ تھا یا نہیں۔ اس کے بعد میں تھانہ سے گھر آ گیا۔ میاں صاحب اور دوسرے لوگ احمدیہ بازار کو چلے گئے۔ اور میں گھر آ گیا۔ مجھے اس واقعہ کے بعد ایک ڈپٹی صاحب نے ایک پٹھان کے مکان پر قادیان میں بلایا تھا۔ مگر تاریخ یاد نہیں کہ کب بلایا تھا۔ مجھے معلوم نہیں وہ ڈپٹی صاحب کون تھے۔ پولیس افسر تھے۔ یا کوئی اور۔ نعمت اللہ اور لطیف بھی بلائے گئے تھے۔ وہ پہلے اندر بلائے گئے۔ میں بعد میں گیا۔ مگر مجھ سے کچھ پوچھا نہیں گیا۔ مجھے یاد ہے کہ آٹھ تاریخ کو یہ واقعہ ہوا (سوال عدالت یہ کس طرح معلوم ہے کہ تاریخ ۸ جولائی تھی۔) مجھے یہ تاریخ یاد ہے۔ بعض باتیں آدھی بھول جاتا ہے اور بعض یاد رکھتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس واقعہ کے متعلق کوئی جلسے ہوئے تھے۔ اور یہ بھی یاد نہیں۔ کہ کسی ایسی میٹنگ میں میں شامل ہوا:۔

بجواب سوال کورٹ انسپکٹر صاحب۔ جب میں میاں صاحب کے ساتھ تھانہ میں گیا۔ تو وہاں سے پہلے میں واپس آیا:۔

مکرر شہادت محمد لطیف پسر محمد شریف صاحب

میاں صاحب کے حملہ کے بعد ہم اپنی مرضی سے تھانہ چلے گئے۔ جب میاں صاحب تھانہ سے آ رہے تھے۔ تو ایک دودھ والے کی دوکان کے پاس ملے تھے اس وقت تھانیدار ساتھ تھا۔ وہاں سے ہم سب واپس تھانہ میں چلے گئے میاں صاحب نے وہاں ایک کاغذ لکھا اور تھانیدار کو دے دیا۔ تھانہ سے ہم سب پولیس، اور میاں صاحب کے ساتھ باہر آئے۔ میں نے ایک دوکان سے دودھ خریدا اور گھر چلا گیا۔ میاں صاحب پولیس اور دوسرے لوگ جائے وقوعہ کی طرف چلے گئے۔ دودھ لینے کے بعد میں بھی ان کے پیچھے ہی چلا گیا۔ اور رستہ میں ان سے جا ملا تھا۔ میں نے میاں صاحب کو دیکھا تھا۔ کہ وہ تھانیدار کو وہ جگہ دکھا رہے تھے۔ جہاں حملہ ہوا۔ مجھ سے وہاں کچھ نہیں پوچھا گیا۔ نعمت اور افضل بھی میرے ساتھ تھے۔ جب تھانہ میں ہمارا بیان لکھا گیا۔ تو میاں صاحب تھانہ میں ہی تھے۔ حملہ کے اگلے روز بھی مجھے تھانہ میں بلایا گیا تھا۔ اور تھانیدار صاحب نے ہمارا بیان لکھا تھا۔ ہم تینوں اکٹھے تھے۔ حنیفا جب آٹھ گز کے قریب دوڑ گیا۔ تو میاں صاحب سائیکل پر سوار ہو گئے۔ میاں صاحب نے حملہ آور کو جا نہیں لیا تھا۔ بلکہ وہ غائب ہو گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ حملہ آور کس جانب غائب ہو گیا تھا:۔

بیان نعمت اللہ پسر سید ناصر شاہ صاحب عمر ۱۰-۱۱ سال

یہ واقعہ آٹھ جولائی کو چھ بجے کے قریب ہوا تھا۔ میں کوٹھی کی طرف ہاکی کھیلنے جارہا تھا۔ کوٹھی سے میری مراد ہائی سکول ہے عبداللہ علاسنے کی دکان اور مسجد کے درمیان میں نے میاں صاحب کو سائیکل پر دیکھا وہ احمدیہ چوک کی طرف سے آرہے تھے۔ کہ ملزم نے ایک لاٹھی آپ کی پیٹھ پر ماری۔ میاں صاحب سائیکل سے اتر پڑے تو اس نے پھر ایک اور لاٹھی سر پر ماری مگر آپ نے بازو پر روک لی۔ ملزم بھاگ گیا۔ اور موڑ پر جاکر غائب ہوگیا۔ میاں صاحب سائیکل پر چڑھ کر چوکی کی طرف چلے گئے۔ مبشر اور مجید بھی میرے ساتھ تھے۔ یہ بھی جائے وقوعہ پر میرے ساتھ گئے تھے۔ ہم چوکی میں جاکر میاں صاحب سے ملے تھے۔ تھانیدار نے ہم سے پوچھا۔ اور ہم نے سارا واقعہ بتادیا۔

بجواب سوالات وکیل ملزم کہا۔

جب ہم چوکی میں پہنچے۔ تو سو دو سو آدمی جمع تھے۔ میاں صاحب اس وقت لکھ رہے تھے۔ لکھنے کے بعد میاں صاحب تھانیدار اور سب لوگ جائے وقوع کی طرف چلے گئے۔ ہم بھی ساتھ ہی تھے۔ مجھ سے کسی نے وہاں کچھ نہیں پوچھا اور نہ میں نے بتایا کہ یہ جگہ ہے اس کے بعد میں گھر چلا گیا۔ میرا گھر دفتر ڈاک کے قریب ہے اور جائے وقوع میرے سکول کے رستہ میں ہے۔ افضل اور لطیف کے گھر سے آنے کے دو تین منٹ بعد یہ واقعہ ہوا۔ مبشر اور مجید گھر سے ہی میرے ساتھ آئے تھے۔ افضل اور لطیف ذرا پیچھے تھے جب یہ واقعہ ہوا۔ میں نے انہیں دیکھا تھا۔ میں اس گلی میں مجید کے انتظار میں کھڑا تھا۔ جو عینکوں والی دوکان میں گیا تھا۔ افضل اور لطیف ہمیں چوکی میں ملے تھے۔ چوکی سے ہم میاں صاحب اور پولیس کے ساتھ جائے وقوع کو گئے۔ اور پھر ہم چلے گئے افضل اور لطیف چوکی میں پہلے پہونچ گئے تھے۔ جس دن ڈپٹی صاحب آئے تھے مجھے بلایا گیا تھا۔ مگر تاریخ مجھے یاد نہیں۔ میں آٹھ جولائی کی تاریخ جانتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اخبار پڑھا تھا۔ اس کے بعد میں نے کئی الفضل پڑھے ہیں۔ مگر کسی میں اس حملہ کا حال نہیں پڑھا۔ اسی شام کو میں میاں بشیر احمد صاحب کے گھر گیا تھا۔ اور وہاں ذکر کیا تھا۔ میاں شریف احمد صاحب کے ہاں نہیں گیا۔

جس دن ڈپٹی صاحب کے سامنے ہم گئے تھے۔ اسی دن پولیس نے پھر ہمارے بیان لکھے تھے۔ یہ بیان تھانیدار نے لکھے تھے۔ میں نے ڈپٹی صاحب کے سامنے بھی زبانی بیان دیا تھا۔ افضل اور مجھے سکول سے چوکی میں بلایا گیا تھا۔ اور وہاں ہمارے بیان ہوئے تھے۔ جب ہم چوکی سے واپس آرہے تھے۔ تو ہم نے لطیف کو قریب ہی چوکی کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ جب حملہ ہوا ہے۔ میں میاں صاحب سے دس گز کے فاصلہ پر تھا۔ میں میاں صاحب سے آگے تھا۔

بیان مولوی عنایت اللہ صاحب مولوی فاضل

یہ واقعہ قریباً ڈیڑھ ماہ کا ہے۔ میاں صاحب کے پندرہ بیس گز پیچھے میں جارہا تھا۔ جب میاں صاحب عبداللہ کی دکان کے پاس پہنچے۔ تو میں نے لاٹھی کی ضرب کی آواز سنی۔ میں نے سر اٹھاکر دیکھا۔ تو ملزم نے دوسری لاٹھی ماری۔ جو انہوں نے بائیں بازو پر روکی۔ اس وقت میاں صاحب بائیسکل سے اترے ہوئے تھے۔ میں ملزم کو پہلے سے جانتا ہوں۔ حملہ کے بعد یہ بھاگ گیا۔ اور موڑ مڑکر غائب ہوگیا۔ میاں صاحب آگے چلے گئے۔ اور میں واپس آگیا۔

بجواب سوالات وکیل ملزم کہا۔

میں قریباً بارہ سال سے قادیان میں ہوں۔ میں پیدائشی احمدی ہوں مولوی فاضل یہیں پاس کیا ہے۔ پہلے وظیفہ ملتا رہا ہے۔ تین سال ہوئے بند ہوچکا ہے یہ واقعہ شیخاں والی گلی میں ہوا۔ اور میں اس گلی میں میاں صاحب کے پیچھے جارہا تھا۔ میاں صاحب پیچھے سے آکر آگے نکل گئے تھے۔ ان کے آگے بڑھ جانے کے چار پانچ منٹ بعد یہ واقعہ ہوا۔ جہاں میاں صاحب مجھے ملے وہاں سے گلی کا سرا کوئی سو گز ہے۔ مجھ سے تین چار گز کے فاصلہ پر مرزا ظہیر علی کی دوکان پر تین چار آدمی تھے۔ میرے ساتھ کوئی نہیں تھا جس وقت اس نے لاٹھی ماری میں وہیں کھڑا ہوگیا۔ اور پھر واپس مڑ گیا۔ میں نے کوئی شور وغیرہ نہیں کیا۔ نہ ہی مجھے کوئی اور آواز سنائی دی۔ بعض لوگ جن کو میں نے اطلاع دی۔ میاں صاحب کے پیچھے بھاگے اور بعض آہستہ سے چلتے گئے میں چلنے والوں میں تھا میں چوکی کی طرف گیا۔ مگر یہ یاد نہیں کہ کدھر کا ارادہ تھا۔ اس وقت تھانے میں ۵۰-۶۰ آدمی تھے۔ میرا بیان سب انسپکٹر نے لکھا تھا میرے سامنے اور کسی کا بیان نہیں ہوا۔ اب مجھے یاد آیا۔ کہ مجھے مولوی عبدالرحمن نے محلہ دارالرحمت میں بھیجا تھا۔ کہ لوگ کثرت سے آرہے ہیں۔ انہیں منع کردو کہ یہاں نہ آئیں۔ پھر میں چوکی میں واپس نہیں آیا۔ جب میں گیا ہوں۔ چوکی میں لوگ جمع تھے۔ واقعہ کے کئی روز بعد مجھے ڈی۔ ایس۔ پی کے پاس بلایا گیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے سوال کئے اور میں نے جواب دیئے۔ ان کے سامنے میرا بیان تھا جس میں انہوں نے کچھ لکھا تھا۔ اس واقعہ کے بعد کئی لوگوں نے مجھ سے پوچھا اور میں نے ان کو بتایا۔

بجواب سوال کورٹ انسپکٹر۔ جب ڈپٹی صاحب کے سامنے میں بیان دے رہا تھا۔ ان کے سامنے کچھ لکھا ہوا رکھا تھا اور میرا خیال ہے۔ کہ وہ میرا بیان تھا۔ میں نے ان کے سامنے بھی وہی بیان دیا تھا۔

اس پر کارروائی ختم ہوئی۔ اور آئندہ سماعت کے لئے ۱۲ ستمبر کی تاریخ مقرر ہوئی۔

رحمت منزل لکھنؤ میں ضیافت

۲۰ اگست ۱۹۳۵ئہ کی شب میں جناب مولوی محمد عثمان صاحب احمدی ناظر عدالت کلکٹری لکھنؤ نے جناب مولوی غلام صابر صاحب رئیس قرول باغ دہلی کو ایک پرتکلف ضیافت دی۔ جس میں مولانا باری آسی۔ مسٹر عبدالرؤف عباسی اڈیٹر حق۔ مسٹر شوکت تھانوی اڈیٹر سرپنچ۔ سردار عبدالرحمن خان صاحب۔ مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل اجمیری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مولانا عبدالغفور صاحب مولوی فاضل و مبلغ سلسلہ احمدیہ مسٹر محمد طلحہ ایڈووکیٹ بیرسٹر نواب حسن دہلوی مسٹر امین سلونوی اڈیٹر انڈی پنڈنٹ نیوز سروس۔ انیس احمد عباسی اڈیٹر حقیقت۔ شیخ انعام الحق صاحب صدیقی وجد۔ مسٹر سید محمود رضا صاحب اور دیگر اصحاب شریک تھے۔ ضیافت طعام کے بعد مولانا عبدالباری آسی۔ مسٹر شوکت تھانوی اور جناب وجد نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ ساڑھے دس بجے یہ پرلطف صحبت برخاست ہوگئی۔ (از حقیقت لکھنؤ)

ضلع سرگودہا کے احمدیوں کیلئے اعلان

ضلع سرگودہا کے ان تمام احمدی احباب کو اس اعلان کے ذریعے مطلع کیا جاتا ہے۔ جو کہ سرکاری ملازم یا پنشن خوار نہیں ہیں۔ کہ اگر وہ تعداد میں اس قدر تھوڑے ہیں۔ کہ اپنے گاؤں یا شہر میں نیشنل لیگ قائم نہیں کرسکتے۔ تو وہ اپنے نام بطور ممبر نیشنل لیگ۔ سرگودہا نیشنل لیگ کو بھیج دیں۔ تاکہ ان کے نام بطور ممبر درج کرلئے جائیں۔ اور ان کا تعلق نیشنل لیگ سرگودہا سے ہوگا۔

خاکسار۔ عطاء اللہ سکرٹری نیشنل لیگ سرگودہا بلاک نمبر ۹

خریداران الفضل جن کو وی پی ہونگے

مفصلہ ذیل فہرست ان خریداروں کی ہے۔ جن کا چندہ ۲۶ اگست ۱۹۳۵ء سے ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ براہ مہربانی جلد سے جلد بذریعہ منی آرڈر یا معرفت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ بھجوا دیں۔ ورنہ ان کے نام ماہ ستمبر کے پہلے ہفتہ میں وی پی ہونگے۔ وی پی وصول کر کے شکریہ کا موقعہ دیں۔ مینیجر

نمبر خریداری	نام
۱۷۷	ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب
۲۷۷	محمد امیر صاحب
۴۰۱	مولوی محمد الدین صاحب
۷۹۳	مولوی عمر الدین صاحب
۸۴۸	مولوی سراج الحق صاحب
۹۳۵	منشی صدر الدین صاحب
۱۶۱۹	مولوی محمد الیاس الدین صاحب
۱۷۱۷	چوہدری بشارت احمد صاحب
۱۷۴۱	جان محمد صاحب
۱۷۹۳	کریم اللہ صاحب
۲۰۱۲	حافظ عبد الجلیل صاحب
۲۵۵۶	محمد یوسف صاحب
۲۷۱۸	خان بہادر محمد دلاور خان صاحب
۲۷۵۵	ڈاکٹر برکت اللہ صاحب
۲۸۷۶	ملک صاحب خان نون صاحب
۳۱۷۰	میاں غلام حسین صاحب
۳۳۲۷	غلام قادر بخش صاحب
۳۳۹۲	عبد الرزاق صاحب
۳۴۷۳	ہدایت اللہ صاحب
۳۵۱۵	محمد شفیع صاحب
۳۷۴۸	شیخ بدر الدین صاحب
۴۳۲۷	غلام قادر صاحب
۴۳۹۷	چوہدری خیر الدین صاحب
۴۴۵۰	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۴۶۲۲	مرزا محمد علی بیگ صاحب
۴۶۳۶	غلام محمد صاحب اختر
۴۹۸۶	چوہدری خان محمد صاحب
۵۲۳۷	جان محمد صاحب
۵۳۲۹	مولوی سعد الدین صاحب
۵۳۳۴	بابو رحمت اللہ صاحب
۵۶۲۹	منشی اللہ دتہ صاحب
۵۸۹۶	سید عبد الجبار صاحب
۵۹۱۲	بابو عبد القدوس صاحب
۵۹۸۹	سید جمعدار محمد خان صاحب
۶۳۰۱	شیخ حمید احمد صاحب
۶۳۲۱	بابو محمد عالم صاحب
۶۳۹۸	سیٹھ ابراہیم صاحب
۶۷۹۷	بابو احمد اللہ خان صاحب
۶۸۵۳	اے ایچ خان
۶۸۸۰	محمد الیاس صاحب
۶۹۲۴	دوست محمد صاحب
۶۹۲۶	مرزا عطاء اللہ صاحب
۷۱۳۱	امام الدین صاحب
۷۱۵۰	چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۱۸۳	کریم بخش صاحب
۷۲۸۵	سلطان احمد صاحب
۷۳۲۷	چوہدری شاہ محمد صاحب
۷۴۱۳	شیخ عبد العلیم صاحب
۷۵۲۷	چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۵۳۰	محمد ابراہیم صاحب
۷۷۸۱	ہز ہائی نس نواب صاحب
۷۷۸۳	نور حسن صاحب
۷۸۱۳	محمد عظیم صاحب
۷۹۶۲	چوہدری محمد انور صاحب
۸۱۵۶	شیخ غلام رسول صاحب
۸۳۱۹	محمد شفیع صاحب
۸۳۸۵	میاں غلام محمد صاحب
۸۴۳۱	شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب
۸۴۵۵	ایس محمد آمین صاحب فضل کریم صاحب
۸۴۵۸	سید محمد مقصود علی شاہ صاحب
۸۵۵۳	[illegible] محمد صاحب
۸۵۷۳	محمد اشرف صاحب
۸۶۱۷	رفیع الزمان خان صاحب
۸۶۳۱	مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
۸۶۳۵	خواجہ نظام الدین صاحب
۸۶۶۱	راجہ غلام محمد خان صاحب
۸۷۴۴	محمد صدیق احمد صاحب
۸۸۷۰	محمد عبد اللہ صاحب
۸۸۸۱	چوہدری غلام محمد صاحب
۸۹۱۱	بابو عبد الواحد صاحب
۹۰۸۹	شیخ سبحان علی صاحب
۹۱۰۴	عنایت اللہ صاحب
۹۱۹۳	سید محمد افضل شاہ صاحب
۹۲۲۳	فتح محمد صاحب
۹۲۳۷	حاجی بلاول صاحب
۹۲۴۷	بابو عطاء اللہ صاحب
۹۲۵۰	فضل الدین صاحب
۹۲۵۱	شیخ محمد عبد اللہ صاحب
۹۲۸۸	سید محمد مسعود صاحب
۹۳۲۴	منشی عبد اللہ خان صاحب
۹۳۴۲	سردار محمد صاحب
۹۳۵۱	بابو شکر الٰہی صاحب
۹۳۸۲	محمد احمد صاحب
۹۴۳۵	شیخ محمد اسحٰق صاحب
۹۴۴۰	چوہدری صادق علی صاحب
۹۴۶۰	بشیر احمد صاحب
۹۴۶۳	چوہدری دوست محمد خان صاحب
۹۴۴۷	چوہدری محمد الدین صاحب
۹۴۸۲	خان بہادر شیخ منہاج الدین صاحب
۹۵۰۵	شیخ محمد حسین صاحب
۹۵۱۲	چوہدری امیر علی صاحب
۹۵۲۸	ملک نبی محمد صاحب
۹۵۳۳	رشید احمد صاحب
۹۵۷۱	چراغ دین صاحب
۹۵۹۳	مولوی محمد فضل صاحب
۹۶۳۰	چوہدری محمد الدین صاحب
۹۶۲۸	منشی محمد ابراہیم صاحب
۹۶۳۳	محمد یعقوب خان صاحب
۹۶۴۹	بہار الحق صاحب
۹۶۳۸	اللہ داد خان صاحب
۹۶۷۳	مستری رحیم اللہ صاحب
۹۶۸۴	ملک عزیز احمد صاحب
۹۷۰۷	مینیجر مسلم بارک اینڈ فلور ملز
۹۷۱۵	اے۔ ایم ملک صاحب
۹۷۱۱	آئی ایم ملک صاحب
۹۷۴۳	چوہدری غلام احمد صاحب
۹۸۰۷	منشی محمد اسمٰعیل صاحب
۹۸۴۸	ڈاکٹر نور احمد صاحب
۹۸۴۹	نبی بخش صاحب
۹۸۵۰	چوہدری عبد الرشید خان صاحب
۹۸۶۴	ڈاکٹر غلام علی صاحب
۹۸۶۷	سید عنایت حسین صاحب
۹۸۹۸	منشی محمد عبد اللہ صاحب
۹۹۱۷	محمد عبد الرحمٰن صاحب
۹۹۲۲	سید محمد ہاشم صاحب
۹۹۳۲	اللہ داد صاحب
۹۹۳۵	قاضی عبد الرحمٰن صاحب
۹۹۳۸	لعل محمد صاحب
۹۹۴۴	چوہدری خان صاحب
۹۹۴۷	شیخ مولا بخش صاحب
۹۹۵۶	ڈاکٹر ایس۔ راجم احمد صاحب
۹۹۵۸	جناب فضل کریم صاحب بی۔ اے
۹۹۶۳	آئی ایچ حکیم صاحب
۹۹۷۶	عبد اللطیف صاحب
۹۹۸۴	مرزا غلام سرور صاحب
۹۹۸۵	دانشمند صاحب
۱۰۰۳۴	حبیب اللہ خان صاحب
۱۰۰۶۵	حسن خان صاحب
۱۰۰۹۰	مولوی عبد السبوح صاحب
۱۰۱۱۰	سید منور شاہ صاحب
۱۰۱۱۷	مستری محمد یعقوب صاحب
۱۰۱۶۲	عبد الکریم خان صاحب
[illegible]	مولوی احمد اللہ صاحب
۱۰۲۱۰	سید مصطفٰے الحسین صاحب
۱۰۲۲۵	چوہدری غلام عباس صاحب
۱۰۲۳۴	چوہدری عمر الدین صاحب
۱۰۲۴۷	فتح محمد خان صاحب
[illegible]	ایم یعقوب خان صاحب
۱۰۲۹۸	ابراہیم خان صاحب
۱۰۳۰۰	محمد یوسف صاحب
۱۰۳۰۳	چوہدری عصمت اللہ صاحب
۱۰۳۱۲	محمد اسحاق صاحب
۱۰۳۱۶	مستری محمد عالم صاحب
۱۰۳۲۴	محمد شمس الدین صاحب
۱۰۳۲۵	ڈاکٹر لال الدین صاحب
۱۰۳۲۶	پی۔ گنجی گوپا
۱۰۳۳۳	چوہدری محمد تقی صاحب
۱۰۳۶۴	حکیم شیخ محمد صاحب
۱۰۳۶۷	ماسٹر غلام محمد صاحب
۱۰۳۷۰	مولوی صالح محمد صاحب
۱۰۳۸۹	عبد الحمید صاحب
۱۰۴۱۴	پیر محمد شاہ صاحب
۱۰۴۱۶	محمد امین فضل الرحمٰن صاحب
۱۰۴۲۱	منشی محمد الدین صاحب
۱۰۴۲۶	چوہدری بشیر احمد صاحب
۱۰۴۳۲	محمد بخش صاحب
۱۰۴۴۲	بابو عبد الرزاق صاحب
۱۰۴۵۰	محمد شفیع صاحب
۱۰۴۵۶	بابو عبد اللطیف صاحب
۱۰۴۸۰	میاں اللہ دتہ صاحب
۱۰۵۱۷	چوہدری عزیز حسین صاحب
۱۰۵۴۰	بابو عبد الکریم صاحب
۱۰۵۴۲	محمد محسن صاحب
۱۰۵۴۷	میاں عبد المالک صاحب
۱۰۵۵۰	چوہدری نبی احمد صاحب
۱۰۵۶۲	حیدر شاہ صاحب
۱۰۵۶۵	نند سنگھ صاحب
۱۰۵۶۶	رحمت علی صاحب
۱۰۵۷۷	ایم۔ مظفر احمد صاحب
۱۰۵۹۵	میر محمود ظہیر قیوم صاحب
۱۰۵۹۷	احمد الدین صاحب
۱۰۶۰۱	ڈاکٹر شفیع احمد صاحب
۱۰۶۰۲	غلام علی صاحب
۱۰۶۰۵	چوہدری رحمت خان صاحب
۱۰۶۰۷	قاضی محمد حسین صاحب
۱۰۶۱۷	عبد الرشید صاحب
۱۰۶۲۰	سمیع اللہ صاحب
۱۰۶۵۴	قاضی ظہور اللہ صاحب
۱۰۶۴۸	جمعدار مظفر احمد صاحب
۱۰۶۶۲	ملک برکت اللہ صاحب
۱۰۷۰۰	عبد الرشید صاحب
۱۰۷۲۲	صاحب حسین صاحب
۱۰۷۲۶	عبد المجید صاحب
۱۰۷۲۸	لال خان صاحب
۱۰۷۳۰	ملک بہاول شیر صاحب
۱۰۷۳۲	محمد شفیع صاحب
۱۰۷۳۵	محمد نبی صاحب
۱۰۷۴۵	شیخ غلام محمد صاحب
۱۰۷۴۸	گل محمد خان صاحب
۱۰۷۴۹	راجہ فضل داد خان صاحب
۱۰۷۵۷	عبد العزیز صاحب
۱۰۷۵۸	سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ
۱۰۷۶۱	مولوی غلام نبی صاحب
۱۰۷۶۴	چوہدری علی محمد صاحب
۱۰۷۷۸	بابو ولی محمد صاحب
۱۰۷۸۰	عبد الرحمٰن صاحب
۱۰۷۸۲	عبد الشکور صاحب
۱۰۷۹۶	غلام رسول صاحب
۱۰۸۳۰	مولوی محمد صدیق صاحب
۱۰۸۳۳	ایچ ایس کبیر
۱۰۸۳۶	خان صاحب چوہدری حسین علی صاحب
۱۰۸۵۲	احمد علی صاحب
۱۰۸۶۴	مولوی عبد السلام صاحب
۱۰۸۶۵	علی احمد خان صاحب
۱۰۸۶۷	نوازش علی صاحب
۱۰۸۶۸	لفٹننٹ خان عبد الحمید خان صاحب
۱۰۸۷۰	پیر بشیر احمد صاحب
۱۰۸۷۵	محمد شریف صاحب
۱۰۸۸۱	ایم عبد الستار صاحب
۱۰۸۸۳	سید وزیر صاحب
۱۰۸۸۶	فتح محمد صاحب
۱۰۸۹۴	حبیب اللہ خان صاحب
۱۰۸۹۵	شیخ محمد رمضان صاحب
۱۰۸۹۸	حسن محمد صاحب
۱۰۸۹۹	عبد الرحیم صاحب
۱۰۹۰۰	شیخ مولا بخش صاحب
۱۰۹۰۲	بابو غلام نبی صاحب
۱۰۹۰۷	سید ظہور حسین صاحب
۱۰۹۰۹	سردار محمد اکرم صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۲۴ر اگست۔ کل شاہی مسجد کے شمالی مشرقی مینار کے قریب چند سکھوں نے ایک بکرے کا جھٹکا کیا۔ جس کے متعلق مسلمانوں نے پولیس میں رپورٹ کی۔ چونکہ اس واقعہ سے مسلمانوں میں جوش پھیل گیا ہے۔ اور شہر کی فضا مکدر ہو جانے کا خدشہ ہے۔ اس لئے شہر میں پولیس کا انتظام زیادہ مضبوط کر دیا گیا ہے۔

پٹنہ ۲۴ر اگست۔ گذشتہ شب دربھنگہ۔ مونگیر اور مظفر گڑھ میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ مگر نقصان کی کوئی اطلاع نہیں پہونچی :-

قاہرہ ۲۴ر اگست۔ نہر سویز اطالوی فوجی اسلحہ کی گذرگاہ بن رہی ہے چنانچہ کل ایک اطالوی تباہ کن جہاز "منگو" نامی نہر سے ہوتا ہوا بحیرہ عرب میں داخل ہوا۔ اس کے بعد دو جہاز جس میں اطالوی سامانِ حرب اور کوئلہ لدا ہوا تھا۔ گذرے۔ بعد ازاں ۱۲۰۰ افراد کا ایک دستہ اور ایک اور جہاز ۲۰۰ آدمی لئے ہوئے گذرا۔ ایک اطالوی جہاز مقابل جانب سے ایرٹریا کے بیمار اور اپاہج لوگوں کو لئے ہوئے نہر میں داخل ہوا۔

لنڈن ۲۴ر اگست۔ گذشتہ شام ساؤتھ ایم شال ڈیارک شائر میں ایک کوئلہ کی کان پھٹ جانے سے سات اشخاص ہلاک اور نو مجروح ہوئے۔

الہ آباد ۲۴ر اگست۔ یو۔پی کانگریس کے لیڈر اس امر پر متفق ہیں کہ حالات کی اہمیت کے پیشِ نظر پنڈت جواہر لال نہرو کانگریس کے آئندہ اجلاس کا صدر منتخب کیا جائے۔ چونکہ کانگریس کے نئے آئین کے ماتحت پنڈت جواہر لال کے انتخاب میں کوئی رکاوٹ نہیں اس لئے ... یقین ہے۔ کہ صدر پنڈت جواہر لال نہرو ہی ہونگے۔

رنگون ۲۴ر اگست۔ ضلع ٹنکیانگ کی پانچ ایسوسی ایشنوں کو خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کا بیان ہے کہ وہ امنِ عامہ کے لئے خطرہ ہیں۔

لنڈن ۲۴ر اگست۔ اٹلی اور ایبے سینیا کی باہمی جنگ کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے بحیرہ روم سے تعلق رکھنے والی تمام طاقتیں ناخوشگوار واقعات کو روکنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ فرانس نے بحیرہ روم کی بندرگاہوں پر بحری فوج کی ایزادی شروع کر دی ہے۔ برطانیہ نے بھی ماہون بندرگاہ میں پندرہ انچ قطر والی توپیں بھیج دی گئی ہیں۔ امریکہ کے جنگی جہازوں کی آمد کی توقع ہے۔

جبل پور ۲۳ر اگست۔ ۱۸ر جولائی کو موضع بندا پر شاہی رجمنٹ کے سپاہیوں نے جو حملہ کیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لوکل گورنمنٹ نے ملزم سپاہیوں پر عدالت میں مقدمہ چلائے جانے کا حکم دیدیا ہے لیکن چونکہ حکام شملہ ابھی تک کسی قطعی فیصلے پر نہیں پہونچے۔ اس لئے مقامی فوجی حکام ملزموں کو سول حکام کے حوالے کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے شملہ اجلاس سے قبل جس میں کہ لالہ گورند داس ایم۔ ایل۔ اے نے اس بارے میں تحریک التوا کا نوٹس دے رکھا ہے۔ ملزموں کا مقدمہ عدالت میں پیش کر دیا جائے گا :-

احمد آباد ۲۴ر اگست۔ مزدور یونین کے ایک عام اجلاس میں جو ایبے سینیا ڈے منانے کی غرض سے منعقد کیا گیا تھا نہایت گرم جوشی کا اظہار کیا گیا۔ متعدد تقریریں اٹلی کی جارحانہ پالیسی کی مذمت میں کی گئیں :-

دہلی ۲۳ر اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ... شملہ اور وائٹ ہال کے درمیان بجری تاروں کے ذریعہ اس سوال پر تبادلہ خیالات ہو رہا ہے کہ اٹلی اور ایبے سینیا کے تنازعہ کا ہندوستان پر کیا اثر ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند نے برطانوی گورنمنٹ کو مطلع کیا ہے۔ کہ ہندوستانی ایبے سینیا کے حق میں ہیں۔ اور اگر برطانیہ نے حکومت حبش کی مدد کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو ہندوستانی اس کی حمایت کرینگے :-

لنڈن ۲۳ر اگست۔ کنزرویٹو اخبارات میں کابینہ کے اجلاس دیروزہ کے فیصلوں کا یہ مطلب لیا جا رہا ہے۔ کہ لیگ کے معاہدات کے ماتحت گورنمنٹ پر جو ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ نے انہیں قائم رکھنے کی تصدیق کر دی ہے۔ ڈیلی میل نے گورنمنٹ برطانیہ کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو جنگ سے بچانے کے لئے لیگ سے علیحدہ ہو جائے۔

لاہور ۲۳ر اگست۔ ۲۲ر جولائی کو مسٹر ایس پرتاپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نافذ کر دی تھی۔ جس کے رُو سے چار یا چار سے زائد اشخاص کو گوردوارہ شہید گنج کی طرف جانا ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ آج اس کی تاریخ ختم ہو گئی ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کوئی نیا نوٹس جاری نہیں کیا۔

نتھیا گلی ۲۳ر اگست۔ سرحد پر قبائلی لوگوں کا جو لشکر ہے۔ اس کو حکومت کئی بار منتشر ہونے کی تنبیہ کر چکی ہے۔ مگر وہ لشکر اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اور وہ سڑکوں اور برطانوی فوجوں کو جو ان کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے وہاں موجود ہیں۔ نقصان پہونچانا چاہتا ہے :-

بردوان (بذریعہ ڈاک) دریائے دامودر میں طغیانی کی وجہ سے صدر اور مشیشن پورب ڈویژن میں لوگوں کو بہت نقصان پہونچا ہے۔ فصلیں خراب ہو گئی ہیں۔ اناج کا ذخیرہ تباہ ہو گیا ہے سینکڑوں اشخاص بے خانماں ہو گئے ہیں۔

امرت سر ۲۴ر اگست گیانی کرتار سنگھ ہیڈ گرنتھی دربار صاحب امرت سر اور موہن سنگھ اکال تخت صاحب امرت سر کو لاہور میں لمبی کرپان رکھنے کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس سے سکھوں میں جوش پھیل رہا ہے۔

شملہ ۲۴ر اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ نوشہرہ اور پشاور بریگیڈ کے فوجی دستے ۲۲ر اگست کو قبہ پیر قلعہ میں اس لئے جمع ہوئے تھے۔ کہ ۲۳ر اگست کو گنداب کی سڑک کے نواح سے قبائل کو منتشر کر دیں۔ مگر قبائلی لوگوں کی طرف سے ان پر گولیاں چلتی رہیں۔ جس کے نتیجہ میں۔ ہندوستانی فوج کا پانچ آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ دشمنوں کا نقصان جان ۲۳ر اگست کو ۳۰ سے کم نہ تھا۔ جن میں سے وہ چار نعشیں چھوڑ گئے۔

عدیس آبابا ۲۳ر اگست۔ ایبے سینیا کی فوج کو حکم دے دیا گیا ہے۔ کہ وہ جنگ کے لئے بالکل تیار ہو جائے۔ پندرہ سال سے لیکر اسی سال عمر تک کے آدمیوں کو یہ پیغام پہونچا دیا گیا ہے۔ کہ وہ حکم کے منتظر رہیں۔ ابھی تک گو عام بھرتی شروع نہیں ہوئی۔ لیکن لوگ ہر لحظہ اس حکم کے منتظر ہیں :-

نئی دہلی ۲۳ر اگست۔ آج صبح ساڑھے چھ بجے دہلی میں ایک شدید جھٹکا آیا۔ جس کی وجہ سے لوگ دہشت زدہ ہو کر نیند سے چونک پڑے۔ بعض گھروں سے نکل کر باہر دوڑ گئے۔ کسی قسم کے نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی :-

پٹنہ ۲۴ر اگست۔ رانچی میں آئندہ دستور اساسی میں لیجسلیچر پر قبضہ کرنے کے لئے غیر کانگریسی اور کانگریس کے خلاف گروہوں کی ایک پارٹی بنانے کے سوال پر غور ہو رہا ہے۔ مہاراجہ دربھنگہ اور سر سلطان احمد نے اسی سلسلہ میں گورنر صوبہ بہار سے بات چیت کی۔ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب پر تمام غیر کانگریسی پارٹیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے بہار متحدہ پارٹی کے احیاء پر زور دیا گیا ہے :-

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر :- غلام نبی